بانی: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

ہفت روزہ خدام الدین

لاہور پاکستان

19/21

ایڈیٹر: مجاہد الحسینی

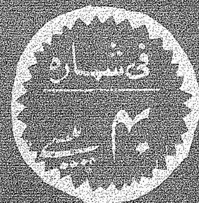
انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

وما ادراک ما لیلۃ القدر

لیلۃ القدر خیر من الف شہر

ترجمہ: تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے (قرآن کریم)

جلد نمبر ۱۹ ، شمارہ نمبر ۲۱



مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۳ء
۲۱ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

شیرانوالہ دروازہ لاہور —— فون نمبر: ۶۷۵۴۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: مولانا حافظ عبدالکریم مہتمم مدرسہ عربی نجم المدارس، کلاچی

سفر میں روزہ

عن عائشۃ رضؓ قالت اِنَّ حمزۃ بن عمرو الاسلمیّ قال للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم اَصُوْمُ فی السفر وکان کثیر الصیام فقال اِن شئت فصم و ان شئت فافطر۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ایک صحابی جو بہت روزے رکھا کرتا تھا حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضرتؐ! کیا میں سفر میں بھی روزے رکھ لیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیری مرضی چاہے تو روزہ رکھ لیا کر اور چاہے تو نہ رکھا کر۔

فائدہ اگر سفر میں تکلیف کا خطرہ نہ ہو اسی طرح کوئی اور رکاوٹ بھی نہ ہو تو امام ابوحنیفہ رحؒ کے نزدیک روزہ رکھ لینا بہتر ہے یہ خیال رہے کہ افطار جائز ہونے کی صورت میں بھی عام سر بازار نہ کھاتا پھرتا رہے کہ یہ احترام رمضان شریف کے خلاف ہے۔

عن جابرٍ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر فرأی زحاماً ورجلاً قد ظُلِّلَ علیہ فقال ما ھٰذا قالوا صائمٌ فقال لیس من البرّ الصوم فی السفر

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپؐ نے ایک جگہ لوگوں کا اژدحام دیکھا کہ ایک شخص پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے بتلایا ایک روزہ دار ہے یعنی جس کو روزہ کی وجہ سے سفر میں تکلیف ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا ایسی حالت میں سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔

عن انسؓ قال کنا مع النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر فمنا الصائم ومنا المفطر فنزلنا منزلاً فی یومٍ حارٍ فسقط الصوّامون وقام المفطرون فضربوا الابنیۃ وسقوا الرکاب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب المفطرون الیوم بالاجر۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ کچھ ہم میں روزہ دار تھے اور کچھ لوگوں نے سفر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔ ہم ایک منزل پر اترے۔ دن چونکہ گرمی کا تھا اس لیے روزہ دار تو اترتے ہی گر پڑے۔ یعنی آرام کے لیے لیٹ گئے۔ اور جنہوں نے افطار کیا ہوا تھا ان کو چونکہ ضعف نہیں پہنچا تھا۔ اس لیے انہوں نے خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج تو افطار کرنے والے زیادہ ثواب حاصل کر گئے۔

فائدہ اور یہ اس لیے کہ افطار کرنے والے بوجہ عذر سفر کے افطار کرنے سے تو گنہگار ہوئے نہیں مگر خدمت خلق کے باعث مزید ثواب بھی حاصل کر گئے۔ بہرحال سفر کے مختلف حالات کے باعث روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا حکم بھی مختلف ہو گیا۔

روزہ کا فدیہ

عن نافع عن ابن عمر عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام شھر رمضان فلیطعم عنہ مکان کلّ یومٍ مسکیناً۔

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں ابن عمرؓ نے فرمایا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی فوت ہو گیا اور اس کے ذمہ رمضان شریف کے روزے رہ گئے ہوں تو ایک ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔

فائدہ اگر میت کا ترکہ ہو اور اس نے وصیت کی ہو تو روزوں اور اسی طرح نمازوں کا فدیہ دینا ضروری ہوگا اور اگر میت نے ترکہ نہیں چھوڑا یا اس نے وصیت نہیں کی تو وارث اپنی مرضی سے اپنے ہی مال سے بہتر ہے کہ ازراہ نصح و خیرخواہی اس کے نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کر دے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔ اس سے بھی زیادہ میت کے قرضوں کا فکر کرنا چاہیے۔ اور اگر اس پر قرضہ ہے تو جب تک اس کو ادا نہیں کر دیا جاتا ورثا کا ترکہ کو آپس میں تقسیم کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان آج کل اس کا کوئی خیال نہیں کرتے۔

روزہ کی فضیلت

وعن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ بعّد اللہ وجھہ عن النار سبعین خریفاً۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایک دن بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے روزہ رکھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ستر سال کی مسافت جتنا دوزخ سے دور کر دیتے ہیں۔

عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام یوماً فی سبیل اللہ جعل اللہ بینہ وبین النار خندقاً کما بین السماء والارض۔

حضرت ابوامامہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک دن بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے روزہ رکھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دیتے ہیں کہ (جس کے طرفین ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں) جس طرح کہ آسمان اور زمین ایک دوسرے سے دور ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکلِ شیئٍ زکوٰۃ وزکوٰۃ الجسد الصوم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

لیلۃ القدر

عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحرّوا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی وتر راتوں میں تلاش کرو۔

فائدہ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف میں ہے اور عموماً آخری عشرہ کی وتر راتوں میں سے کسی رات ہوتی ہے۔ پھر مشہور روایات ستائیسویں کے متعلق ہیں۔

صاحب ابریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تجربہ لکھتے ہوئے فرمایا ہے اور اسی طرح صاحب نزہۃ المجالسؒ نے شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ انہوں نے بطور تحدیث بالنعمۃ

(باقی صفحہ ۱۹)

خدام الدین

۱۹ر اکتوبر ۱۹۷۳ء

۲۱ر رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

جلد ۱۹ — شمارہ ۲۱

مندرجات

رئیس الادارہ

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

مجاہد الحسینی

مشرقِ وسطیٰ جنگ کی لپیٹ میں

فرزندانِ اسلام نے یہودی ڈاکوؤں سے اپنے علاقے واپس لینا شروع کر دیئے

سامراجی طاقتوں کے سہارے یہودی ریاست اسرائیل کے قیام کے بعد پوری دنیائے اسلام کے انتقام کی چنگاریاں ان کے سینوں میں شعلہ جوالہ بن کر سلگ رہی تھیں کہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ آرائی کے ماہِ مقدس رمضان المبارک میں ہی آج پھر جنگِ بدر کی طرح یہودی کافروں نے فرزندانِ اسلام کی غیرت و حمیت کو للکارا اور رات کی تاریکی میں نہر سویز عبور کرنے کی ناپاک کوشش کی۔

فرزندانِ اسلام نے یہودی ڈاکوؤں کے اس ناپاک حملہ کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے نہر سویز کے مشرقی کنارے پر قبضہ کر لیا اور صحرائے سینا میں پیشقدمی شروع کر دی۔ چنانچہ جنگ کی تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ مصریوں کے دوش بدوش شام، عراق، اردن، سعودی عرب، لیبیا، الجزائر، یوگنڈا، کویت، ابوظہبی اور دیگر ممالک بھی میدانِ کارزار میں کود پڑے ہیں۔ اور خداوندِ قدوس کا شکر ہے کہ اس مرتبہ دنیائے عرب "بنیان مرصوص" بن گئی ہے اور پوری مستعدی، یگانگت، ملکی اسلامی وقار اور "عظمت مسلم" بحال کرنے کے ولولے اور جذبے کے ساتھ میدانِ کارزار میں جاں نثاری و سرفروشی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

مشرق وسطےٰ کی تازہ جنگی صورتِ حال کے پیشِ نظر اس بات کا سخت خطرہ ہے۔ کہ امریکہ پھر اپنے روایتی انداز میں یہودی ڈاکوؤں کی پیٹھ نہ ٹھونکے۔ اور اپنے وسیع سامانِ حرب کے بل بوتے پر یہودیوں کا تحفظ کرنے کے درپے نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہودی سرمایہ داروں کا امریکہ میں جو گہرا عمل دخل ہے بظاہر امریکی حکمرانوں کے لیے اسے نظر انداز کرنا یا ان یہودی سرمایہ داروں کی ناراضگی مول لینا ان کے بس کی بات نہیں۔

امریکہ کی یہود نواز پالیسی کے خلاف اگرچہ عرب ممالک میں زبردست غم و غصہ اور ناراضگی کی فضا پائی جاتی ہے اور ممکن ہے اس جنگ کے نتیجہ میں عرب ممالک اپنے تیل کے ہتھیار کو بھی اجتماعی طور سے استعمال میں لائیں لیکن بایں ہمہ سب سے خطرناک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس جنگ کو بڑی طاقتیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے طول دینے پر آمادہ ہو جائیں اور مشرق وسطےٰ جنگ کے شعلوں میں جل کر بھسم ہو جائے۔ منشیٔ یہودی ڈاکو قبلۂ اول پر غاصبانہ قبضہ کے بعد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر بھی اپنی خبیث نگاہیں جمائے بیٹھے ہیں۔

ان سنگین حالات کے اندر اسلامیانِ پاکستان کا دینی، ملی اور ملکی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائیوں کی امداد اور اخلاقی طور سے ان کی ہمت افزائی کے لیے تمام طور طریقے بروئے کار لائیں۔ حکومتِ پاکستان نے اگرچہ اپنا قرضِ ملی ادا کرتے ہوئے عربوں کو بھرپور امداد کا یقین دلایا ہے۔ خدانخواستہ اگر عرب ممالک کو پاکستان سے مالی، فوجی اور شخصی امداد کی ضرورت پیش آ جائے تو اسلامیانِ پاکستان کو حمیت اسلامی اور اخوتِ دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی بھرپور مدد کرنی چاہیئے۔

جہاں تک شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ بانیٔ انجمن خدام الدین لاہور کے حلقہ مریدین و معتقدین اور علماء حق کی علمی خدمات کا تعلق ہے وہ پورے جذبۂ جہاد سے سرشار اپنے عرب بھائیوں کو یقین دلاتے ہیں کہ سامراجی طاقتوں کے پروردہ اور عربوں کے سینے میں ان کے پیوست کردہ اسرائیلی خنجر کا منہ توڑنے اور اسے نیست و نابود کرنے کے لیے جو مقدس جہاد انہوں نے شروع کر رکھا ہے شرکت کا پورا یقین دلاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ماہِ مقدس رمضان المبارک کے معرکۂ بدر کی طرح اس معرکہ میں اپنے فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آپ کی نصرت و امداد فرمائے اور ہر میدان میں فتح و کامرانیوں سے ہمکنار کرے۔ آمین

• امریکیو!

دنیائے اسلام کو اپنا دشمن نہ بناؤ

امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں عرب اسرائیلی جنگ کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے اس پر حق و انصاف کی علمبردار قومیں تاسف کا اظہار ہی کریں گی اور اس رویہ کے باعث امریکہ نہ صرف عربوں کی نظروں میں اپنی رہی سہی قدر و قیمت بھی گنوا بیٹھے گا بلکہ غیر عرب اسلامی ملک بھی اس کی مخالفت پر مجبور ہو جائیں گے اور تیسری دنیا میں اس کا وقار مجروح ہوگا۔ امریکہ نے سلامتی کونسل میں مشرق وسطےٰ میں غیر مشروط جنگ بندی کی تجویز پیش کی ہے اور اس امر پہ اصرار کیا ہے کہ فریقین ۶ر اکتوبر کو جنگ سے

پہلے کی پوزیشن پر آجائیں۔ مصر اور چین نے اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے اور روس نے غیر مشروط جنگ بندی کی مخالفت کی ہے لیکن یہودنژاد امریکی وزیر خارجہ مسٹر ہنری کسنجر۔ سینٹر فلبرائیٹ اور امریکی سینٹ کے بعض دوسرے ارکان کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشرق وسطےٰ میں غیر مشروط جنگ بندی چاہتے ہیں اور بعض امریکی سینٹر تو اس قدر جذباتی ہو گئے ہیں کہ وہ اسرائیل کی عملی امداد پر اصرار کر رہے ہیں۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ "سوپر پاور پالیٹکس" کا زمانہ ہے۔ ہمیں یہ بھی اعتراف ہے کہ امریکہ میں یہودی سرمایہ کی ریل پیل ہے اور یہودیوں کے ووٹ امریکی سیاست پر فیصلہ کن اثرات ڈال سکتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی بڑی طاقت اپنے اغراض و مفادات یا اپنے زیرسایہ ابھرنے والے کسی نئے سامراج کو بچانے کے لیے حق و انصاف کے اصولوں کا خون کرنے لگے۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر کسنجر کو آج تو یہ نظر آگیا ہے کہ سویت یونین مشرق وسطیٰ کی صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے آج وہ سویت حکمرانوں کو یہ انتباہ بھی کرتے ہیں۔ کہ وہ امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو معرض خطر میں نہ ڈالیں لیکن ہم ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب سویت یونین کی زیر سرپرستی ابھرنے والا برہمنی سامراج حق و انصاف کا خون کرتے ہوئے پاکستان کے خلاف عریاں جارحیت کا ارتکاب کر رہا تھا اور مشرقی پاکستان پر قبضہ جما رہا تھا اس وقت "امریکی اتحادیوں کو کمزور کرنے کے اقدامات کی مزاحمت کرنے کا عزم" کہاں سو گیا تھا۔ قدرت کا یہ اٹل اصول ہے کہ زندگی کے مسلمہ اصولوں سے انحراف کرنے والوں کو زود یا بدیر پچھتانا پڑتا ہے۔ امریکہ نے اپنے حلیف پاکستان کے بارے میں دوستی کے مسلمہ اصولوں اور حق و انصاف کے تقاضوں سے انحراف کیا اب وہ مشرق وسطیٰ کے بارے میں حق و انصاف کا خون کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے آخر ایک نہ ایک دن ضرور نتائج برآمد ہوں گے اور یہ نتائج امریکہ کے لیے انتہائی خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کا تیل بند ہو سکتا ہے۔ اس کا مشرق وسطیٰ میں بوریا بستر گول ہو سکتا ہے اور سب سے خطرناک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ ایک ہولناک عالمی جنگ شروع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

امریکی روش کا مقصد یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ میں چھ اکتوبر کی سی صورتِ حال پیدا ہو جائے یعنی مصر اور شام کی فوجیں وہ علاقے خالی کر دیں جو انہوں نے اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ سے واپس

غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مختصر سا ہے یہ خاکہ جنگ کی تفصیل کا
بول بالا ہو گیا اسلام کی قندیل کا

متحد ہو کر لڑے ہیں جب غلامانِ رسولؐ
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پندار اسرائیل کا

(شرقی بن شائق)

حاصل کیے۔ گویا وہ چھ سال پہلے کی پوزیشن اور جون سنہ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد عرب علاقوں پر اسرائیلی قبضہ کو تسلیم کر لیں۔ یہ آخر کہاں کا انصاف ہے۔ اسرائیل کے خلاف عرب کسی جارحیت کے مرتکب نہیں ہو رہے۔ چھ سال پہلے اسرائیل نے ان کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا وہ چھ سال تک انتظار کرتے رہے لیکن کسی سُوپر طاقت نے انہیں کھوئے ہوئے علاقے واپس دلانے کا اہتمام نہ کیا۔ کسی نے ان کا حق نہ دلایا۔ ان سے انصاف نہ کیا۔ اب وہ اسی طریقہ سے اپنے علاقے واپس لینے کی کوشش کر رہے ہیں جس طریقہ سے اسرائیل نے ان علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔ یہ کوئی زیادتی نہیں، کوئی ظلم نہیں جیسا کہ وزیر خارجہ فرانس نے کہا ہے کسی کا اپنے گھروں کو واپس جانا کوئی جارحیت نہیں۔

بڑی طاقتیں اگر حق و انصاف کے اصولوں کو اپنی مصلحتوں اور اغراض و مفادات پر قربان کرنے کی عادت ترک کر دیں تو یہ دنیا اضطراب و شورش کے کئی ناسوروں سے محفوظ ہو سکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بڑی طاقتیں اپنے مفادات پر چھوٹے ملکوں کے حقوق کو ترجیح دینے پر آمادہ نظر نہیں آتیں۔ سوویت یونین نے جنوبی ایشیا اور بحر ہند میں اپنے مفادات کی خاطر بھارت کی سرپرستی کی۔ بھارتی حکمران شہ پاکر غنڈے بن گئے۔ اور نصف پاکستان پر قبضہ کرنے کے بعد بھی ان کی غنڈہ گردی ختم نہیں ہوئی۔ امریکہ نے عربوں کے حقوق پر اپنے پٹھو اسرائیل کو ترجیح دی اور اسے غنڈہ بنا دیا۔ اب اس غنڈے کی ذرا پٹائی ہونے لگی ہے تو امریکی ارباب اقتدار سیخ پا ہو رہے ہیں۔ جہاں تک سوویت یونین کا تعلق ہے اس نے بھی عربوں کے حقوق سے زیادہ اپنے مفادات کی خاطر عربوں کی امداد کی ہے اور انہیں اس قابل بنایا ہے کہ وہ صیہونی غنڈے کا مزاج درست کر سکیں۔ وگرنہ اسرائیل کو معرض وجود میں لانے والی بڑی طاقتوں میں روس بھی شامل تھا اور آج بھی وہ روسی یہودیوں کو اسرائیل بھیج کر اس صیہونی مملکت کو تازہ خون مہیا کرنے کا موجب بن رہا ہے اگر اسے اپنے مفادات سے زیادہ عربوں کے حقوق یا حق و انصاف کے اصول عزیز ہوتے تو وہ کم از کم اسرائیل کو روسی یہودیوں کی افرادی قوت مہیا کرنے کا سلسلہ بند کر دیتا۔ بہرحال اس وقت ہمارا روئے سخن اپنے دوست اور اتحادی امریکہ کی طرف ہے اسے اسرائیل کے بارے میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیئے اور سارے عالم اسلام کو ہمیشہ کے لیے اپنا دشمن نہیں بنا لینا چاہیئے۔

(نوائے وقت لاہور)

• ایران سے

یہودیوں پر ویزا کی پابندی

ایرانی حکومت کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ اسرائیل جانے والے رضاکاروں کو ایران میں ٹھہرنے یا گزرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی ترجمان نے کہا ہے کہ ان افراد کو ایران میں داخلہ کے لیے ویزے بھی جاری نہیں کیے جائیں گے۔ ترجمان نے کینبرا میں اسرائیلی قونصل خانے کے ایک بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ نیز شام کے دارالحکومت اور تیسرے دوسرے شہروں پر اسرائیلی بمباری کی شدید مذمت کی۔

حکومت ایران نے یہودیوں کے داخلہ پر ویزے نہ دینے کی اور ملک سے گزرنے کی اجازت نہ دینے کے سلسلہ میں جو پابندی عاید کی ہے مبنی برانصاف ہے واقعی یہودی جنگجو اور ڈاکو ہیں۔ عدل و انصاف اور شرافت کی تمام انسانی قدروں کو پامال کرنے والے ایسی

خطبۂ جمعہ

۵ر اکتوبر ۱۹۷۳ء

مرتب: عبدالرشید انصاری

آمرِ مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہے

آمر اور ڈکٹیٹر بننے والوں سے ٹکرا جانا مسلمان کے لیے باعثِ سعادت ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:-

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم:-

شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ - (البقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

رمضان "ماہ مبارک" جس میں دنیا کی رہنمائی کے لیے خدائے ذوالجلال کی جانب سے ہدایت نازل ہوئی۔ رمضان احتساب کا مہینہ جس میں ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لینے اور ان میں شریعت حقہ کے مطابق تبدیلی پیدا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ رمضان "ماہ مقدس" جس میں کتب سابقہ کے علاوہ خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل و اکمل کتاب "قرآن مجید" نازل ہوئی۔ یہ مہینہ ہمیں قرآن کے اس پیغام کو اپنانے اور تمام دنیا تک پہنچانے کی دعوت دیتا ہے جو پیغام آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے بادیہ نشینوں کو نبی امی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا تھا اور خدا تعالیٰ کا یہ آخری پیغام سن کر جب انہوں نے اس پر لبیک کہا اور دل و دماغ کی اتھاہ گہرائیوں سے اس سب سے سچی پکار کا جواب دیا۔ تو ان کی زندگیوں میں وہ انقلاب آ گیا جس نے کائنات عالم کو اس کی تخلیق کا مقصد عطا کر دیا۔

قرآن کریم نے خدائے وحدہٗ لاشریک کا دنیا کو پیغام سنایا کہ اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے) لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی الٰہ ہوتا تو دونوں میں فساد برپا ہو جاتا) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

"تعدد آلہہ کے ابطال پر یہ نہایت پختہ اور واضح دلیل ہے جو قرآن کریم نے اپنے مخصوص انداز میں پیش کی۔ اس کو یوں سمجھو کہ عبادت نام ہے کامل تذلل کا اور کامل تذلل صرف اسی ذات کے سامنے اختیار کیا جا سکتا ہے جو اپنی ذات و صفات میں ہر طرح کامل ہو۔ اسی کو ہم "اللہ" یا "خدا" کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ خدا کی ذات ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو نہ وہ کسی حیثیت سے ناقص ہو نہ بیکار۔ نہ عاجز ہو نہ مغلوب، نہ کسی دوسرے سے دبے نہ کوئی اس کے کام میں روک ٹوک کر سکے۔ اب اگر فرض کیجیے آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو دونوں اسی شان کے ہوں گے اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ عالم کی تخلیق اور علویات و سفلیات کی تدبیر دونوں کے کلی اتفاق سے ہوتی ہے یا گاہ بگاہ باہم اختلاف بھی ہو جاتا ہے۔ اتفاق کی صورت میں دو احتمال ہیں یا تو اکیلے ایک سے کام نہیں چل سکتا تھا اس لیے دونوں نے مل کر انتظام کیا تو معلوم ہوا۔ دونوں میں سے ایک بھی کامل قدرت والا نہیں۔ اور اگر تنہا ایک سارے عالم کا کامل طور پر کام سرانجام کر سکتا تھا تو دوسرا بیکار ٹھہرا۔ حالانکہ خدا کا وجود اسی لیے ماننا پڑا ہے کہ اس کے مانے بغیر چارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اختلاف کی صورت فرض کریں تو لامحالہ مقابلہ میں یا ایک مغلوب ہو کر اپنے ارادہ اور تجویز کو چھوڑ بیٹھے گا۔ وہ خدا نہ رہا اور یا دونوں مساوی متوازی طاقت سے ایک دوسرے کے خلاف اپنے ارادہ اور تجویز کو عمل میں لانا چاہیں گے۔ اول تو (معاذ اللہ) خداؤں کی اس رسہ کشی میں سرے سے کوئی چیز موجود ہی نہ ہو سکے گی۔ اور موجود چیز پر زور آزمائی ہونے لگی تو اس کشمکش میں ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جائے گی۔ یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوتے تو آسمان و زمین کا یہ نظام کبھی کا درہم برہم ہو گیا ہوتا۔

قرآن کریم یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے) چنانچہ اس نے کفرستان عرب کے کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے باشندوں کو رب العالمین کی توحید و الوہیت کا راستہ دکھایا اور جہالت و ضلالت سے نکال کر علم و معرفت اور رشد و ہدایت کا نور عطا کیا لیکن ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب سمجھنے کے باوجود ماننے سے انکار کیا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین کو تسلیم نہ کیا۔ قرآن مجید کے سچے پیغام کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ اور ذلت و عذاب جہنم کے سزاوار قرار پائے۔

قرآن آج بھی پہلے کی طرح اپنے دامن میں خدا کی رحمتیں اور دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی فلاح و کامرانی رکھتا ہے لیکن یہ دولت انہی کو مل سکتی ہے جو اس پر ایمان لانے کا اعلان کرنے کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کریں اور اس کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ صرف دعوئے ایمان کافی نہیں۔ ایمان کے ساتھ "عمل صالح، تواصی حق اور تواصی صبر و استقامت" بھی شرط ہے ورنہ زندگی خسارے اور گھاٹے میں رہے گی سورہ والعصر میں یہ حقیقت کھول کر بیان فرما دی گئی ہے۔

آج ہر شخص کو سورۂ عصر کی تعلیمات کی روشنی میں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور جائزہ لینا چاہیے کہ قرآنی تقاضوں کو نظر انداز کر کے من مانی زندگی گزارنے کا مرض کیوں پیدا ہوا اور اسے کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ صحف ابراہیمی اور تورات و انجیل رمضان میں نازل ہوئیں حضرت جبرائیل علیہ السلام بار بار سنایا کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس مہینہ میں نماز تراویح مقرر ہوئی قرآن مجید رمضان کی چوبیسویں رات میں آسمان اول پر نازل ہوا اور بتدریج تھوڑا تھوڑا ضرورت و احوال کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

یہ مہینہ نزول قرآن کے جشن کا مہینہ ہے اسی مہینے میں قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ خدمت و اشاعت کرنی چاہیے اور اس سلسلہ میں جو کچھ بھی ہو سکے اسے محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان یقین کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں اس نیکی کی توفیق بخشی ورنہ قرآن کریم ہماری اس خدمت کا محتاج نہیں ہے یہ کام ہم نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کسی اور سے لے لیں گے۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور اسی نے اس کی حفاظت کا ذمہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

اعتکاف ۰ فضائل و مسائل

قاری عبدالکریم، میلسوی

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آجاوے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لیے جگہ مقرر کر رکھی ہو اس جگہ پابندی سے بیٹھنا اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ اگر عورت اعتکاف شروع کرے تو فقط پیشاب، پاخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے۔ اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لیے بھی نہ اٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ رہے۔ اور وہیں سوئے اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ رہے۔ قرآن پڑھتی رہے۔ نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے اور اگر حیض یا نفاس آ جائے تو اعتکاف چھوڑ دے۔ اس میں درست نہیں۔ اور اعتکاف میں مرد سے ہمبستر ہونا لپٹنا چمٹنا بھی درست نہیں۔

جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے لیے ایک دن بھی اعتکاف کیا تو اللہ تعالےٰ اس کو جہنم سے تین خندقوں کی مقدار دور کر دے گا۔ (طبرانی بیہقی)

کسی مسلمان بھائی کی حاجت پوری کر دینا یا اس کے لیے کوشش کرنا دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ (طبرانی)

اعتکاف کی فضیلت

حدیث میں ہے جس نے اعتکاف کیا دس دن (اخیر عشرہ) رمضان میں۔ ہوگا وہ اعتکاف مثل دو حج دو عمروں کے یعنی اس کو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملے گا۔

حدیث میں ہے جس نے اعتکاف کیا۔ اس کو دین کی عبادت یقین کر کے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے یعنی گناہ صغیرہ۔

حدیث میں ہے کہ پوری حفاظت سرحد اسلام کی چالیس دن تک ہوتی ہے۔ اور چالیس دن تک سرحد اسلام کی حفاظت کرے اس طرح کہ نہ فروخت کرے کچھ اور نہ خریدے اور نہ کرے کوئی بدعت پاک ہو جائے گا اپنے گناہوں سے مثل دور ہونے اس دن کے جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا ——— یعنی گناہوں سے بالکل پاک ہو جائے گا اور حدیث میں سرحد اسلام کی حفاظت تشبیہاً اس کو فرمایا ہے کہ اسلامی سرحد

پر ملک اسلام کے تمام علاقے دنیا کے چھوڑ کر روزے نماز وغیرہ میں مشغول ہونا اور نفس کی ظاہری و باطنی حفاظت کرنا اور گناہوں سے بچنا مراد ہے اور گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور یہی صورت چلہ نشینی کی صوفیائے کرام میں متعارف ہے۔ (رواہ الطبرانی)

لیلۃ القدر کی فضیلت

حق تعالےٰ فرماتے ہیں۔ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ۝ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے کہ اس کے سوا اور ایام میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اس قدر ثواب میسر نہیں ہو سکتا جتنا ثواب کہ اس ایک رات عبادت کرنے میں مل جاتا ہے۔ اس آیت کا شان نزول امام سیوطیؒ نے باب النقول میں نقل کیا ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ایک مرد کا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور جس نے ہزار مہینے اللہ تعالےٰ کے راستے (یعنی جہاد) میں ہتھیار لگائے تھے۔ پس تعجب کیا مسلمانوں نے اس بات سے اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح میسر ہو سکتی ہے۔ سو نازل فرمائی اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں (یعنی سورۃ القدر) یعنی یہ شب قدر بہتر ہے ان ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے اللہ تعالےٰ کے راستے میں ہتھیار لگائے تھے (یعنی جہاد کیا تھا)

ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جو رات کو عبادت کرتا تھا۔ صبح تک۔ پھر جہاد کرتا تھا یعنی لڑتا تھا دشمن دین سے دن میں شام تک۔ سو عمل کیا اس نے ہزار مہینے! یہی عمل کہ رات کو عبادت کرتا تھا اور دن کو جہاد کرتا تھا۔ پس نازل فرمائی اللہ تعالےٰ نے یہ آیت لیلۃ القدر خیر من الف شھر ۝ یعنی ان ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے عبادت و جہاد کیا تھا یہ رات بہتر ہے۔

اے بھائی اور بہنو! اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کس قدر ثواب میسر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر تمام رات نہ جاگ سکو تو جس قدر بھی ہو سکے جاگو۔ یہ نہ کرو کہ پست ہمتی سے بالکل ہی محروم رہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ یہ مہینہ یعنی رمضان تمہارے پاس آگیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس رات کی برکتوں سے محروم رہا یعنی ایسی بے بہا رات کی برکت نہ ملی اور جس نے کچھ عبادت اس شب میں نہ کی تو وہ بڑا ہی محروم ہے جو ایسی نعمت سے محروم رہا۔

حدیث میں ہے کہ بے شک اللہ چاہتا تو تم پر لیلۃ القدر مطلع کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے بالتعیین اس پر مطلع نہیں کیا۔ اس کو رمضان کی پانچ اخیر راتوں میں تلاش کرو کہ ان راتوں میں غالب گمان شب قدر کا ہے۔ اور تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ لیلۃ القدر میسر ہو جائے۔

حدیث میں ہے کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب رمضان کو ہوتی ہے۔ اس رات کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر ہمت اور قوت ہو تو اخیر کی دس راتوں کو جاگے اور اس میں یہ ضروری نہیں کہ کچھ نظر آوے جب ہی اس کی برکت میسر ہو بلکہ کچھ نظر آوے یا نہ آوے عبادت کرے اور برکت حاصل کرے۔ اور مقصود یہی ہے کہ اس رات کی برکت اور اس قدر ثواب جو مذکور ہوا حاصل کرے۔ کسی چیز کا نظر آنا مقصود نہیں۔

سبھی ہے انجمنِ درد و سوز و ناز و نیاز
ہوتے ہیں اس پہ مرتب مشاہداتِ حجاز

مشاہداتِ حجاز

قسط نمبر ۲۲

مجاہد الحسینی



مقامِ بدر

جہاں پر حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کن معرکہ آرائی ہوئی اور جہاں —— خداوند قدوس کی جانب سے فرزندانِ اسلام کی عملی نصرت و امداد کے لیے آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا

۱۷ر رمضان المبارک —— معرکہ آرائی کا تاریخی دن

حسنِ اتفاق کی بات ہے آج جب مقامِ بدر کا تذکرہ کیا جا رہا ہے ماہِ مقدس رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ کفر کے ساتھ تاریخی معرکہ آرائی رمضان المبارک ہی میں ہوئی تھی اس لیے دیگر مشاہدات کے تذکرہ سے قبل مقامِ بدر کی تاریخی حیثیت اور اس معرکہ کی تاریخی معلومات کا اجمالی ذکر یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اسلام کی پہلی معرکہ آرا جنگ۔ بدر کے مقام پر ظہور پذیر ہوئی جس کا ایک ایک واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ جنگ بدر حق و باطل کی پہلی اور نرالی ٹکر تھی اور اس معرکہ آرا جنگ میں اسلام نے ثابت کر دیا کہ اسلام میں ایسے جوہر پوشیدہ ہیں جو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتے۔

• جنگ کی وجوہات

بدر بعض تاریخ دانوں کے نزدیک ایک گاؤں کا نام ہے۔ اہلِ مکہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاری ہجرت کے بعد ہی کرنی شروع کر دی تھی۔ اس تیاری پر حضرمی کے قتل نے ایسی آگ لگا دی جیسے بارود پر چنگاری گر پڑے اور ساتھ ہی مکہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ آئندہ موسم میں جو قریش کا قافلہ بغرض تجارت غیر معمولی سازو سامان کے ساتھ ابو سفیان کی سرکردگی میں شام کی طرف جانے والا ہے اس پر مسلمانوں نے حملہ کی ٹھانی ہے۔ اس بات نے قریش کے غیظ و غضب میں اضافہ کر دیا اور سردارانِ قریش نے مدینہ پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

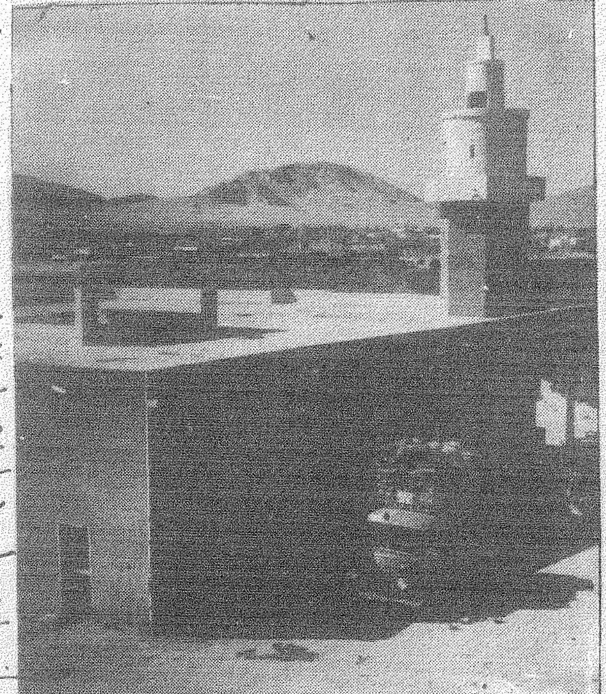
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے جانثارانہ تقریریں کیں۔ لیکن حضورؐ انصار کی طرف ہی دیکھتے کیونکہ انصار نے بیعت کے وقت وعدہ کیا تھا ہم صرف مدینہ پر حملہ کرنے والوں پر تلوار اٹھائیں گے۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ نے اٹھ کر کہا کیا آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے" خدا کی قسم اگر آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں"۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کی۔ "ہم قوم موسیٰ نہیں ہیں۔ ہم لوگ آپ کے داہنے سے بائیں سے، آگے اور پیچھے سے ہو کر لڑیں گے"۔ یہ سن کر حضورؐ کا چہرہ مقدس مسرت سے چمک اٹھا۔

الغرض ۱۲ر رمضان المبارک ۲ھ کو آنحضرتؐ تین سو تیرہ جانثاروں کی قلیل جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے جن میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے۔ مدینے سے تین میل دور جا کر حضورؐ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا۔ اور نابالغ بچوں کو واپس بھیج دیا —— آپ ایک ہفتے کے متواتر سفر کے بعد ۱۷ر رمضان المبارک کو میدانِ بدر کے قریب پہنچے آپ نے خبر رسانوں کو بھیجا تاکہ معلوم کر کے آئیں کہ قریش کہاں تک بڑھ آئے ہیں۔ انہوں نے آکر اطلاع دی کہ وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہیں۔ حضورؐ یہ خبر پاتے ہی جہاں پہنچے تھے وہیں رک گئے اور لشکرِ اسلام کو ٹھہر جانے کا حکم سنایا۔

ادھر قریش بڑے سازو سامان سے لیس میدانِ جنگ میں ڈیرا ڈالے بیٹھے تھے۔ ان میں ایک ہزار نوجوان پیدل تھے اور ۱۰۰ مسلح سواروں کا دستہ تھا۔ عتبہ بن ربیع سالارِ فوج تھا۔ قریش کو بدر کے قریب آکر معلوم ہوا کہ ابوسفیان مع قافلہ صحیح سلامت گذر گیا ہے۔ سردارانِ قریش نے لڑائی ملتوی کرانی چاہی مگر ابوجہل نہ مانا۔ اس نے کہا کہ جس بات کا قصد سردارانِ قریش کرتے ہیں اس سے کبھی پیچھے نہیں ہٹا کرتے کیونکہ اس میں ان کا خاندانی وقار نیست و نابود ہوتا ہے۔ یہ باتیں سن کر زہرہ و عدی قبیلہ کے لوگ واپس چلے گئے۔

قریش نے میدانِ بدر میں پہنچ کر اچھی اچھی جگہ پر قبضہ کر لیا تھا مسلمانوں کی طرف کوئی چشمہ اور کوئی کنواں نہ تھا اور نہ ہی پانی کا کوئی ذریعہ تھا۔ زمین بھی سخت ریتلی تھی۔ اونٹوں کے پاؤں ریت میں دھنستے جاتے تھے۔ حضورؐ سے حضرت حبابؓ نے دریافت کیا کہ یہ مقام اللہ کے حکم سے اختیار کیا گیا ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "نہیں" تو انہوں نے عرض کی "مناسب یہ ہوگا کہ آگے بڑھ کر چشمہ پر قبضہ کر لیا جائے"۔ حضورؐ نے یہ بات بہت پسند فرمائی اور اسی پر عملدر آمد کیا۔

ادھر تائیدِ خداوندی یہ ہوئی کہ موسلا دھار بارش برسی اور ریت جم گئی۔ آب و ہوا خوشگوار ہوگئی۔ مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنا کر بارش کے پانی کو روک لیا اس احسان کو اللہ تعالیٰ نے یوں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا "اور جب کہ خدا نے آسمان سے پانی برسایا کہ تم کو پاک کرے"۔ مسلمانوں نے پانی جمع کر لیا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے لیے بھی پانی حاصل کرنے کی عام اجازت مرحمت فرمائی حضورؐ نے ستر کفار کے قتل ہونے کی پیشگوئی فرمائی اور جگہ کی نشاندہی فرمائی صحابہ کرامؓ نے اپنے آقائے نامدار کے لیے ایک اونچی جگہ پر کھجور کے پتوں کا سائبان



مسجد عریشؓ
یہ مسجد اس جگہ پر تعمیر کی گئی ہے جہاں جنگ کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک تھا

تمام صحابہ کرام بغیر کسی فکر و تردّد کے ساری رات آرام و سکون سے سوئے۔ اس رات صرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی صبح تک بیدار و مصروف دعا رہی۔ دروازے پر سعد بن معاذؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے شمشیر برہنہ لیے کھڑے تھے۔

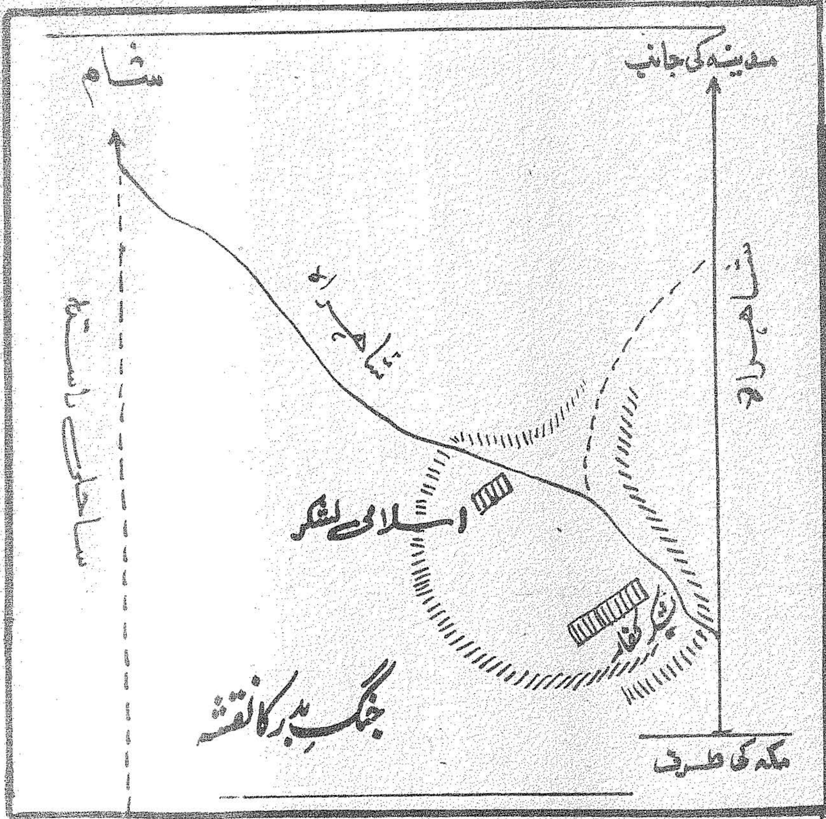
• صف آرائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصولِ جنگ کو برقرار رکھتے ہوئے ایک تیر دست مبارک میں لے کر اپنے لشکر کی تربیت دینی شروع کی۔ سب کو سیدھی قطار میں کھڑا کیا اور بولنے کی سخت مخالفت فرمائی۔ یہ منظر کتنا عجیب تھا کہ ایک طرف ۳۱۳ بے سروسامان مسلمان اور دوسری طرف ۱۰۰۰ سے زیادہ دشمن ہر طرح کے سامانِ جنگ سے لیس طبل بجا رہے تھے۔ اور ادھر بے سروسامان مسلمان لیکن عزم و ہمت میں بے مثال ظاہری حالات کے پیشِ نظر تھے، بھوکے پیاسے اور روزہ دار تھے لیکن چہروں پہ نور برس رہا تھا۔ دل عشقِ رسولِ خدا سے مسرور تھا اور سب کے دل میں یہی خواہش تھی کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین پہ سب سے پہلے جان فدا کردوں۔

حضورؐ نے کفار کی کثیر تعداد دیکھ کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اگر آج یہ تیرے نام لیوا مٹ گئے تو قیامت تک تیرا نام لیوا کوئی نہ رہے گا۔ اے اللہ قریش فخر و تکبّر سے میدانِ جنگ میں آنکلے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں گے۔ اور تیرے رسولؐ کو جھٹلائیں گے۔ اے خدا میں تیری فتح و نصرت کا منتظر ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ حضورؐ کی ذاتِ اقدس پر انتہا درجے کی رقت طاری تھی۔ چادر مبارک شانہ مقدّس سے بار بار گر رہی تھی اور حضورؐ بار بار دعا فرما رہے تھے۔ اے اللہ آج یہ مٹھی بھر بے سروسامان مسلمان صفحہ ہستی سے مٹ گئے تو قیامت تک تیرا نام لیوا کوئی نہ ہوگا دریں اثنا حضورؐ پر وحی نازل ہوئی۔

• ابتدائے جنگ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فوجِ کفار کو عنقریب شکست ہوگی اور وہ پشت پھیریں گے۔" حضورؐ نے جنگ سے قبل صحابہ کرامؓ کو فرشتوں کی طرف سے امداد کی خبر سنائی۔ اور خطبہ میں شہادت اور جہاد کے مناقب ارشاد فرماتے۔ وہ فرشتے بھی اپنی قسمت پر نازاں تھے جو حضور کے لشکر کی حمایت کے لیے آئے تھے اور ہر صحابی شمعِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار جان قربان کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ پھر جب معرکہ پورے شباب پر پہنچا تو سب سے پہلے عامر حضرمی کفار کی طرف سے میدانِ جنگ میں نکلا اور مبارزہ طلب کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ کا غلام "مہجع" اس کے مقابلہ پر آیا اور شہید ہوا۔ میدانِ جنگ کا اب منظر بہت روح پرور تھا۔ حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہؓ اور حضرت علی المرتضےٰؓ میدانِ جنگ میں تشریف لائے اور تھوڑی دیر میں عتبہ، ولید اور شیبہ، کا کام تمام کر دیا۔ جب لشکرِ کفار نے دیکھا کہ ہمارے سردار مارے گئے تو غم و غصّہ سے ان کے چہرے کالے پڑ گئے۔ ابوجہل اپنی قوم کو بار بار غیرت دلا رہا تھا۔ میدانِ جنگ میں ایک اور حیرت انگیز جانثاری کا منظر دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کا بیٹا جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا میدانِ جنگ میں نکلا۔ ابوبکرؓ صدیق خود اپنے بیٹے کے مقابل آئے۔ حضرت عمرؓ کی تلوار نے اپنے ماموں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ پھر سعید بن العاص کا بیٹا نکلا تو حضرت زبیرؓ نے اس کی آنکھ میں برچھی ماری۔ برچھی ایسی پیوست ہوئی کہ بڑی مشکل سے نکلی۔ یہ برچھی حضورؐ نے طلب فرمائی جو بعد میں خلفائے راشدین کے پاس منتقل ہوتی چلی آئی۔ مسلمانوں کے تیر فولادی ڈھالوں کو چیرتے ہوئے جا رہے تھے قریش کی صفوں میں ابتری پھیل گئی تھی۔ لڑائی اپنے زوروں پر تھی۔ ابوجہل نے یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان بے سروسامانی کے باوجود بڑی جانفشانی سے لڑ رہے تھے۔ اچانک ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ دو ننھے مجاہد معوّذؓ اور معاذؓ عبدالرحمان بن عوفؓ سے دریافت کرنے آئے کہ ابوجہل کہاں ہے۔ آپ نے



پوچھا۔ ابوجہل کو کیا کہو گے بچو! بچوں نے جواب دیا۔ ؎ (بقول حفیظ جالندھری)

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو ۔ سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی ان بچوں کو بتایا ہی تھا کہ وہ یکدم ابوجہل پر عقاب کی طرح جھپٹے جو سرتا پاؤں لوہے میں غرق تھا اس پر آناً فاناً ایسا حملہ کیا کہ اسے جہنم کے دروازے تک پہنچا دیا۔ جب لشکر کفار نے دیکھا کہ ابوجہل کو دو ننھے مسلمان مجاہدوں نے قتل کر دیا ہے تو فوراً سب بچوں پر لپکے معوّذؓ کو شہید کر دیا۔ معاذؓ کا ایک بازو شہید ہوا۔ بازو جسم کے ساتھ تھوڑا سا لٹکا ہوا تھا جو حملہ کرنے میں مخل ہو رہا تھا۔ آپ نے بازو کو پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچا بازو کو جسم سے الگ کر دیا۔ اس کے بعد معاذؓ ایک ہی بازو کے ساتھ بر سر پیکار رہے۔ مشرکین کی چیخ و پکار وادئ بدر میں ایک خوفناک سماں پیدا کر رہی تھی۔ مسلمانوں کے فلک شگاف نعرے میدانِ بدر میں ایک دلکش سماں پیدا کر رہے تھے۔ حضورؐ اپنی جگہ سے لشکر اسلام میں تشریف لائے اور ایک مٹھی بھر خاک کفار کی طرف پھینکی۔ اس مٹھی بھر خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار پیٹھ دکھا کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے اور سامانِ جنگ کی بھی پرواہ نہ کی۔ اسلام کو فتح ہوئی۔ خاتمہ جنگ پر معلوم ہوا کہ صرف ۱۴ مسلمان شہید ہوئے ہیں ۶ مہاجر اور باقی انصار تھے۔ کفار کے ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی گرفتار ہوئے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار بھی تھے۔

• قیدیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک

اسیرانِ جنگ دو دو چار چار کر کے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیئے گئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ انھیں آرام سے رکھا جائے اور کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے ایسے بلند کردار کا مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال دنیا کا کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرام نے ایسا رحمدلانہ سلوک کیا کہ خود تو کھجوریں کھاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔ حضرت عباسؓ (جو اس وقت اسیر تھے) ان کے بدن پر کپڑا نہ تھا انہیں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنا کرتہ لاکر پہنا دیا جس کا بدلہ حضورؐ نے اس طرح ادا کیا جب عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مرا تو اس کے کفن کے لیے حضورؐ نے اپنا پیراہن مبارک عطا فرما دیا تھا۔

• اسلام کا کردار

جنگ بدر کا ایک ایک واقعہ ہمارے سامنے حسنِ کردار پیش کرتا ہے۔ مندرجہ بالا واقعات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اسلام کی خاطر ہر آسائش آرام کو ٹھکرا دیا تھا۔ باپ بیٹے کو قتل کرنے کے درپے تھا۔ بیٹا باپ کا کام تمام کرنا چاہتا تھا۔ بھائی بھائی کے قتل پر تلا ہوا تھا۔ یہ صرف اسلام کی محبت کا

لیلۃ القدر کو تلاش کرو

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں

دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے
جو کافی ضخامت کے باوجود ہر دور میں لاکھوں
مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ رہی ہے۔

چودہ سو سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود یہ مقدس کتاب اب تک اصل حالت میں موجود ہے اس میں ایک لفظ تو درکنار ایک نقطے ایک شوشے کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی

اس مقدس کتاب کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

سردار علی صابری

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جو اس نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی متلو کے ذریعے نازل کی۔ اس کا نام "قرآن" اللہ کا رکھا ہوا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل کی نویں آیت میں فرماتا ہے۔ ترجمہ: یہ قرآن بالکل سیدھی راہ دکھاتا ہے اور جو لوگ ایمان لائیں انہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

کتاب مبین

اس خاص نام کے علاوہ قرآن مجید کو فرقان اور کتاب وغیرہ کے مختلف خطابوں سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب "قرآن" کو قرآن کریم، قرآن مجید، قرآن العظیم، قرآن الحکیم کے خطابات سے بھی نوازا ہے۔

حضرت امام شافعیؒ اور بعض دیگر آئمہ لغت و تفسیر کے نزدیک قرآن علم غیر مشتق اور صرف اس کلام خدا کے لیے مخصوص ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا قرآن مجید کو اسم خاص کے علاوہ فرقان، کتاب مبین اور ذکر وغیرہ کے مختلف ناموں سے بھی یاد کیا گیا ہے

قرآن اور دیگر صحیفوں میں فرق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر بھی بعض انبیاء کرام پر آسمانی صحیفے نازل ہوئے ان میں تورات، زبور اور انجیل زیادہ مشہور ہیں، لیکن قرآن چند باتوں میں تمام سابق صحف سماوی سے بالکل ممیز ہے۔ مثلاً

دنیا میں صرف قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو کافی ضخامت کے باوجود ہر دور میں لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں لفظ بہ لفظ اور حرف بحرف محفوظ رہی ہے اس کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا ایک حافظ بھی روئے زمین پر موجود ہو۔ قرآن ہی ایک ایسی آسمانی کتاب ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سورہ حجر کی نویں آیت میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم نے نازل کی ہے اور ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ خاص کی برکت سے تمام اقوام عالم میں یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ ان کی مقدس کتاب چودہ سو سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود اصل حالت میں محفوظ ہے اور اب تک اس میں ایک لفظ تو درکنار، ایک حرف، ایک نقطے اور ایک شوشے کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ انتہا یہ ہے کہ اس کا رسم الخط بھی بالکل وہی ہے جو جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اختیار کیا گیا تھا۔ اور یہ قرآنی انداز کتابت اپنی امتیازی نوعیت کے ساتھ عربی کے عام رسم الخط سے کسی حد تک مختلف ہے۔

نزول قرآن کی ابتداء

یہ مقدس کتاب بیک وقت تمام و کمال نازل نہیں ہوئی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سال کی پیغمبرانہ زندگی میں بتدریج ضرورت کے مطابق نازل ہوتی اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الفرقان کے ۳۲ ویں، ۳۳ ویں آیت میں یہ بتائی ہے

ترجمہ: کفار کہتے ہیں کہ قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتارا گیا۔ ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کو ہم اچھی طرح تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اسی غرض سے) ہم نے اسے الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے (۳۲) (ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ) جب کبھی لوگ کوئی نئی بات (یا عجیب سوال) لے کر آئے ہم نے تمہیں اس کا بروقت جواب دے دیا۔ اور اچھے طریقے سے وضاحت کر دی (۳۳)

قرآن مجید کے نزول کا آغاز مکہ معظمہ میں رمضان سے ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ (البقرہ ۱۸۵)

تاریخ کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ القدر کی پہلی آیت میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: ہم نے اسے (قرآن مجید) کو نازل کیا لیلۃ القدر میں۔

یعنی نزول کی ابتداء شب قدر سے ہوئی اس مقدس ترین رات کی کوئی ایک تاریخ مقرر نہیں۔ رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ شب قدر کو تلاش کرو۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں۔ یعنی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں شب کو لیلۃ القدر کا امکان ہوتا ہے۔

اکثر علماء نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کی اہمیت پر زور دیا ہے احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نزول قرآن کی ابتداء ۲۴ رمضان کا دن گذرنے کے بعد کسی طاق شب میں ہوئی۔ خواہ وہ ۲۵ ویں شب ہو یا ۲۷ ویں یا ۲۹ ویں شب (احمد و بیہقی) کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید نازل ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں کچھ دن باقی رہ گئے تھے۔

پہلی وحی

پہلی وحی مکہ معظمہ کے ایک کوہستانی غار میں نازل ہوئی جو غار حرا کے نام سے مشہور اور آج بھی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت قمری حساب سے چالیس سال سات ماہ اور شمسی حساب سے ۳۹ سال ۳ ماہ تھی آپ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر اکثر اس غار میں کئی کئی دن مصروف عبادت رہتے تھے۔ بخاری و مسلم دونوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سب سے پہلے وحی کی ابتداء مبارک اور سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ کو خلوت و تنہائی مرغوب ہوئی اور آپ غار حرا میں خلوت نشین ہو کر عبادت فرمایا کرتے تھے۔ متعدد راتوں (اور دنوں تک) مکان واپس ہونے سے پیشتر ساتھ کھانا لے جاتے تھے جب کھانا ختم ہو جاتا تو خدیجۃ الکبریٰ کے پاس آتے اور جتنے دن غار حرا میں قیام کا ارادہ ہوتا اتنے دنوں کا سامان پھر لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق (کا پیام)

آیا۔ آپ اس وقت غار حرا میں تھے فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا "پڑھیئے" رسول اللہ نے جواب دیا۔ میں تو ان پڑھ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس فرشتے نے مجھ کو پکڑ کر اتنی زور سے دبایا کہ تکلیف انتہا کو پہنچ گئی۔ پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے۔ میں نے پھر کہا کہ میں تو ان پڑھ ہوں۔ پھر اس نے مجھے پکڑ کر دوبارہ دبوچا کہ تکلیف انتہا کو پہنچ گئی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے۔ میں نے جواب دیا میں تو ان پڑھ ہوں۔ اس پر فرشتے نے پھر مجھے تیسری مرتبہ دبوچا کہ تکلیف انتہا کو پہنچ گئی۔ پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

یہ ہیں سورۃ اقراء کی وہ پہلی پانچ آیتیں جو سب سے پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ طبرانی نے مشہور تابعی حضرت ابو رجا عطاردی رح سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ :-

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے جسم پر دو سفید کپڑے ہوتے تھے۔ وہ ہمیں حلقہ بنا کر بٹھا دیتے تھے۔ اور جب اقراء باسم ربک الذی خلق۔ تلاوت کرتے تو فرماتے تھے کہ یہی وہ سب سے پہلی سورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔

یہ سورۃ علق انیس آیتوں پر مشتمل ہے پہلی وحی کی شکل میں صرف شروع کی مندرجہ بالا آیتیں نازل ہوئی تھیں۔ ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

پڑھو۔ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (تمام کائنات کو) جس نے انسان کو خون کی پھٹک سے پیدا کیا۔ پڑھو۔ اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کرم فرمانے والا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سب کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب آپ پر یہ عجیب واقعہ گزرا تو آپ پریشان ہوگئے۔ اگر آپ نے نعوذ باللہ نبوت کا افسانہ تصنیف کیا ہوتا۔ تو آپ اس قدر خائف نہ ہوتے کہ جب غار حرا سے نکل کر شہر تشریف لائے تو متفق علیہ حدیث کے مطابق آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ مکان پر پہنچ کر آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے گھبرا کر فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ آپ کو چادر اوڑھا دی گئی جب طبیعت کسی قدر سنبھلی تو حضرت خدیجہ رض سے تمام واقعہ بیان فرمایا اور اپنی جان کا خوف ظاہر کیا۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کے مطابق حضرت خدیجہ رض نے آپ کو دلاسا دیا اور کہا۔

آپ ڈریئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تلف نہیں کرے گا

اُے چادر اوڑھنے والے
اُٹھ اور لوگوں کو عذاب
سے ڈرا،

کیونکہ آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک روا رکھتے ہیں۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، یتیموں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کی کفالت فرماتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر و مدارات کرتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو اپنے عہد کے ایک مشہور عیسائی عالم تھے۔ ورقہ نے واقعہ سن کر کہا آپ نے جس ہستی کو غار حرا میں دیکھا وہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ پیغام حق کی تبلیغ کریں گے اور آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکالے گی۔

وحی کا انقطاع

پہلی وحی نازل ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد ورقہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور وحی کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔ اڑھائی تین سال تک دوسری وحی نہیں آئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے بہت تشویش ہوئی اور آپ اکثر فکر مند رہتے تھے کہ اگر ورقہ بن نوفل کا بیان درست ہے اور میں نے درحقیقت جبرئیل امین کو دیکھا ہے تو اچانک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ کا جی چاہتا کہ پہاڑ سے گر کر جان دے دیں لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم دستگیری کرتا تھا۔

وحی کا دوبارہ سلسلہ

ڈھائی تین سال بعد وحی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رض کہتے ہیں کہ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے موقوف ہونے کا حال بیان فرماتے ہوئے مجھ سے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ میں ایک بار جا رہا تھا۔ اچانک آسمان سے ایک آواز سنی۔ آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان ایک معلق کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس منظر سے مجھ پر دہشت طاری ہو گئی۔ گھر واپس آ کر میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

یہ پانچ آیتیں انتیسویں پارے میں سورہ مدثر کی ہیں اور ان کا ترجمہ یہ ہے۔

اے چادر اوڑھنے والے اٹھ۔ (اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا۔ اور اپنے رب کی کبریائی کا اظہار کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور شرک کی گندگی سے دور رہ۔

آخری وحی

آخری وحی متلو مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ۹ دن پہلے ۳ ربیع الاول ۱۱ھ کو نازل ہوئی اور وہ بخاری کی روایت کے مطابق سورۃ النساء کی آخری آیت (۱۷۶) ہے۔

ترجمہ: لوگ تم سے کلالہ (لاولد شخص) کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہو اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی کوئی بہن ہو تو وہ اس کے ترکے میں سے نصف پائے گی اور اگر بہن بے اولاد مر جائے تو بھائی اس کا وارث ہو گا۔ اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی حق دار ہوں گی اور اگر کئی بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا ایک اور مرد کے دو حصے ہوں گے۔ اللہ تمہارے لیے احکام کی توضیح کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

مقامات نزول

سورہ مدثر کی ابتدائی آیات کے نزول سے وحی کا جو سلسلہ دوبارہ شروع ہوا تھا وہ دس برس تک مکہ معظمہ میں اور ہجرت کے بعد دس برس تک مدینہ منورہ میں برابر جاری رہا۔ بیس سال کے اس عرصہ میں پوری پوری سورتیں بھی نازل ہوئیں اور مختلف سورتوں کی آیات بھی۔

طبرانی نے حضرت ابو امامہ رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ :-

قرآن مجید تین مقامات پر نازل ہوا ہے یعنی مکہ معظمہ مدینہ منورہ، اور شام۔

شام سے مراد تبوک ہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر بہت سی آیتیں نازل ہوئیں۔ مکہ معظمہ میں اس کے اطراف شامل ہیں۔ جیسے منیٰ، عرفات اور حدیبیہ وغیرہ اور مدینہ منورہ میں اس کے اطراف جیسے بدر، احد، سلع وغیرہ۔

مشہور رائے یہ ہے کہ جو آیات ہجرت سے پیشتر نازل ہوئیں خواہ وہ خاص مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہوں یا اس کے اطراف میں دوران سفر وہ مکی ہیں اور جو آیات ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں یا اس کے اطراف و جوانب میں یا مکہ معظمہ اور اطراف و جوانب میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔ مثلاً جو آیات حدیبیہ سے واپسی پر یا فتح مکہ کے زمانہ میں یا حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ و عرفات میں نازل ہوئیں وہ سب مدنی کہلائیں گی۔ کیونکہ ان کا نزول ہجرت کے بعد ہوا ہے۔

بعض سورتیں ایسی ہیں جن کا بہت بڑا حصہ مکہ معظمہ میں نازل ہوا اور چند آیات مدینہ منورہ میں جنہیں مکی سورتوں کے ساتھ ملحق کر دیا گیا اور اسی نوعیت کی بعض مدنی سورتیں بھی ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ الاعراف مکی سورۃ ہے لیکن اس کی یہ آیت واسألهم عن القرية التي ...... مدنی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل مکی ہے لیکن اس کی یہ آیت ويسألونك عن الروح ...... مدنی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

مشرقِ وسطیٰ

عرب اسرائیل جنگ کی صورتِ حال

مصر نے اسرائیلی ناقابلِ تسخیر دفاعی لائن توڑ دی!

اسرائیلی یہودی میدان چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کر رہے ہیں

قاہرہ ۱۰ اکتوبر (رائٹر اے پی، بی بی سی) عربوں اور اسرائیل کے درمیان آج پانچویں روز بھی گھمسان کی جنگ جاری رہی۔ آج سولہ ہزار عراقی فوج کی شمولیت سے جنگ کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ اب تک مصر اور شام کے علاوہ عراق، مراکش، الجزائر، اردن اور کویت کی فوجیں براہ راست اسرائیل کے خلاف میدان میں آ گئی ہیں۔ مصری فوجوں نے ٹینکوں اور بکتر بند دستوں کی مدد سے زوردار حملہ کر کے نہر سویز کے ساتھ ساتھ باریلیف کی دفاعی لائن توڑ دی ہے۔ اسرائیلیوں نے ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد یہ پہلی دفاعی لائن تعمیر کی تھی۔ جسے اسرائیل ناقابل تسخیر سمجھتا تھا اور شامی فوجوں نے مرتفع الجیلان کے اسرائیلی علاقے میں ڈیڑھ میل اندر گھس کر القنیطرہ کے اہم شہر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ شامی فوجیں دور تک اسرائیلی علاقے میں داخل ہو گئی ہیں اور دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر کامیاب حملے کر رہی ہیں اس کا اعتراف اسرائیل نے بھی کیا ہے۔ دریں اثنا صحرائے سینا میں فلسطینی چھاپہ ماروں نے درہ مطلا پر قبضہ کر لیا ہے۔ قاہرہ ریڈیو کے مطابق اسرائیلی فوجیں مورچے خالی کر کے بھاگ رہی ہیں اور وہ بھاری تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔

بیروت سے رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ عراقی فضائیہ نے آج مرتفع الجیلان میں اسرائیلی ٹھکانوں پر اسّی حملے کیے۔ عراقی بمبار طیاروں نے صحرائے سینا میں بھی دس فضائی حملے کیے اور اسرائیل کے متعدد میزائل اڈوں کو تباہ کر دیا۔ عراق کی فوجی کمان کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ عراقی طیاروں نے آج ایک اسرائیلی طیارے کو اس وقت مار گرایا جب وہ اردن کی سرحد عبور کر کے عراق کی فضائی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ سولہ ہزار عراقی فوج اور سو ٹینکوں پر مشتمل ایک بکتر بند دستہ جنگ میں حصہ لینے کے لیے مصر اور شام کی کمان میں دے دیا گیا ہے۔ آج کی جنگ میں شام کی طیارہ شکن توپوں نے اسرائیل کے اٹھارہ اور مصری فوجوں نے چھ طیارے مار گرائے۔ جن میں چھ فینٹم طیارے شامل ہیں۔ اسرائیل نے دعوٰی کیا ہے کہ اس نے مرتفع الجیلان میں شام کے سترہ طیارے مار گرائے ہیں۔ اسرائیلی ترجمان کے مطابق اسرائیلی طیاروں نے آج بحیرہ روم میں شامی بحریہ کے ہیڈ کوارٹر اور حمص میں تیل کے ذخیروں پر بھی حملے کیے۔

آل انڈیا ریڈیو کے نمائندے نے بیروت سے اطلاع دی ہے کہ مرتفع الجیلان اور صحرائے سینا میں اسرائیلی فوجوں کو بُری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور وہ ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد پیچھے ہٹ رہی ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو کے نمائندے کے مطابق اس ناکامی کی خفت مٹانے کے لیے اسرائیلی فضائیہ نے مصری اور شامی فوجوں پر اندھا دھند بمباری شروع کر دی

عرب ممالک اور اسرائیل کی فوجی قوت

	مصر	شام	لیبیا	عراق	اردن	اسرائیل
فوج	۲۹۸۰۰۰	۱۳۲۰۰۰	۲۵۰۰۰	۱۶۸۰۰	۷۲۸۵۰	۳۰۰۰۰۰
ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں	۴۵۱۰	۱۷۴۵	۳۹۵	۱۳۳۵	۱۰۰۰	۲۵۶۷
توپیں	۳۸۰۰	۲۱۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۶۰۰	۳۵۰۰
جنگی طیارے	۷۶۸	۳۲۶	۴۴	۲۲۴	۵۲	۴۸۸
جنگی بحری طیارے	۱۰۳	۲۵	۱۶	۳۰	۱۱	۵۸
فضائی دفاع	۱۰۰ سام	۸ سام بیٹریز	طیارہ شکن توپیں	طیارہ شکن توپیں	طیارہ شکن توپیں	۸ سام بیٹریز

ہے لیکن اس کی یہ بمباری بھی عربوں کی پیش قدمی کو نہیں روک سکی۔

صحرائے سینا میں مصری فوج کی پیش قدمی آج بھی جاری رہی۔ اور اس نے آج کی جنگ میں اسرائیل کے پندرہ ٹینک تباہ کر دیے اور سوا سو سے زائد اسرائیلی فوجیوں کو قیدی بنا لیا۔ مصری فوج نے کل اسی سیکٹر میں دشمن کے دو بکتر بند بریگیڈوں کا صفایا کر دیا تھا۔ قاہرہ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ نہر سویز کے مشرق میں مصری فوجیں اسرائیلی مورچوں کو تباہ کرنے کے بعد اپنی پوزیشنیں مستحکم کر رہی ہیں۔

دوسری طرف آج سہ پہر قاہرہ سے ایک سرکاری اعلان جاری ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ صحرائے سینا میں مصری فوجیں مسلسل پیش قدمی کر رہی ہیں۔ اور اسرائیلی گھبراہٹ کے عالم میں لاشیں چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ مصری فوجوں نے توپ خانے، ٹینکوں اور طیاروں نے دشمن کو زبردست نقصان پہنچایا ہے اور بھاری تعداد میں اسلحہ تباہ کر دیا ہے۔ دمشق سے فلسطینی ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ عرب فدائیوں نے اسرائیل کے شمال میں حملہ کر کے مطلا کے اہم مقام پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

اسرائیل کے فوجی ترجمان نے بتایا ہے کہ کل رات اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شامی فوج القنیطرہ سیکٹر میں اسرائیلی علاقے میں گھس آئی شامیوں نے اس محاذ پر پیش قدمی کے لیے بھاری توپ خانہ اور ٹینک استعمال کیے اور انہوں نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اسرائیلی علاقے میں اپنی فوج اتار دی۔ اس سے پہلے اسرائیلیوں نے دعوٰے کیا تھا کہ مرتفع الجیلان میں انہوں نے شامیوں سے کئی فوجی چوکیاں واپس چھین لی ہیں۔ اسرائیل کے میراج اور فینٹم طیارے دن بھر ۱۹۶۷ء کی جنگ بندی لائن کے ساتھ ساتھ شامی چوکیوں پر حملہ کرتے رہے۔ مرتفع الجیلان کے اہم قصبے قطب الجدید میں آج اسرائیلی فوجی افسر خاصے بے چین نظر آتے تھے۔ جب کہ پیر کے روز وہ خاصے پُرامید تھے۔ ان میں ایک افسر نے جنگ کو انتہائی خوفناک قرار دیا اور کہا کہ اسے ختم ہونے میں خاصے دن لگیں گے۔ اس فوجی افسر نے بتایا کہ رات کو جب اندھیرے پڑتے ہیں شامی آگے بڑھ جاتے ہیں اس لیے کہ اس وقت اسرائیلی طیارے زمین پر ہوتے ہیں۔ لیکن جب صبح کی روشنی پھیلتی ہے تو اسرائیلی طیارے حرکت میں آجاتے ہیں اور شامی فوجوں کی پیش قدمی رُک جاتی ہے اس نے کہا کہ یہ صورت حال ابھی کچھ دن تک باقی رہے گی۔

اس وقت مرتفع الجیلان میں جنگ بندی لائن کے ساتھ ساتھ تیس میل کی طویل پٹی پر شامی اور اسرائیلی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ اس جنگ میں اسرائیل کا کتنا نقصان ہُوا ہے؟ ابھی اس بارے میں صحیح اعداد و شمار پیش نہیں کیے جا سکتے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ اسرائیل کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اسے ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں اور طیاروں کی بڑی تعداد تباہ ہو گئی ہے۔ اسرائیل مرتفع الجیلان اور صحرائے سینا میں کسی بھی اخباری نمائندے کو جانے کی اجازت نہیں دے رہے۔ اور بہانہ یہ تراشا جا رہا ہے کہ راستے فوجیوں اور ان کے اسلحہ سے پٹے پڑے ہیں۔ آج صبح ریڈیو اسرائیل نے جنگی خبروں کا مکمل بلیک آؤٹ کیا اور صحرائے سینائی و مرتفع الجیلان

کے محاذ کے بارے میں کوئی خبر نشر نہیں کی۔ البتہ اس سے پہلے ریڈیو نے ایک بلیٹن نشر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ دونوں محاذوں پر کوئی قابلِ ذکر بات نہیں ہوئی ہے۔

اسرائیلی فوجی مبصرین نے بتایا ہے کہ کل مرتفع الجیلان میں اسرائیلیوں کے ہاتھ شام کے اٹھارہ ٹی ۵۵ قسم کے ٹینک آئے ہیں جو سب کے سب نئے ہیں یہ ٹینک روس نے شام کو دیے تھے۔ یہ ٹینک نافیہ قصبے کے گرد پکڑے گئے۔ جہاں اسرائیلیوں کا دباؤ بڑھ گیا تھا۔ اسرائیلیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے جنگ بندی لائن پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ اور وہ بعض مقامات پر شامی علاقوں میں بھی گھس گئے ہیں۔ آج دمشق میں فلسطینی ذرائع نے بتایا کہ فلسطینی حریت پسندوں نے کل رات اسرائیل کے شمال میں مطلہ کے اہم فوجی مرکز پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ ان ذرائع نے مطلہ پر قبضے کی مزید تفصیل نہیں بتائی۔

شام نے اعلان کیا ہے کہ آج صبح ۸ بجے کے بعد مرتفع الجیلان میں زبردست فضائی جھڑپیں ہوئیں۔ جس میں دو اسرائیلی طیارے مار گرائے گئے جبکہ شام کے کسی طیارے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس کے علاوہ اسرائیل کا ایک سکائی ہاک طیارہ بھی مار گرایا گیا یہ طیارہ طیارہ شکن توپوں کا نشانہ بنا تھا۔

اسرائیل کا دعوے

اسرائیل کے ایک ترجمان نے دعوےٰ کیا ہے کہ اس کے طیاروں نے مصر اور شام کے محاذوں پر حملوں کے دوران دونوں ملکوں کے سترہ طیارے مار گرائے۔ ڈیلٹا کے علاقہ میں بمباری کی اور ایک راڈر سٹیشن اور دو ہوائی اڈوں کو نشانہ بنایا۔ فوجی ترجمان نے کہا کہ راڈر سٹیشن بالتم کے مقام پر واقع تھا۔ اس کے علاوہ ڈیلٹا کے علاقہ میں کوسیما اور ابوحما کے ہوائی اڈوں کو نشانہ بنایا۔ ترجمان نے کہا کہ اسرائیلی طیارے مصری فوجوں کے خلاف صحرائے سینا میں جنگ لڑنے والے یہودی بکتر بند دستوں کی مدد کرتے رہے انہوں نے شام میں مرتفع الجیلان کے محاذ پر بھی بم برسائے۔

اسرائیلی اخبار نے اطلاع دی ہے کہ اسرائیلی فضائیہ نے جیلان کے علاقہ میں شام کی میزائل پھینکنے والی بیٹریاں تباہ کر دیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ ان توپ خانوں کی گولہ باری سے نذارتھ کے سارے علاقہ پر بم برسائے گئے۔ امریکی ہوائی جہازوں نے بحری ہیڈکوارٹر اور تیل کے ٹھکانوں پر بھی گولے برسائے۔

اسرائیل کی وزارت دفاع کے ترجمان نے کہا ہے کہ اسرائیلی طیاروں نے آج دمشق کے ہوائی اڈے پر بھی بمباری کی۔ ترجمان نے کہا کہ دمشق کے ہوائی اڈے کو فوجی اڈے میں تبدیل کر دیا

گیا تھا۔ اسرائیل کی فضائی کمپنی الال نے تل ابیب اور مانٹریل کے درمیان طیاروں کی پروازیں منسوخ کر دی ہیں۔ یہ کارروائی اسرائیل اور عرب ممالک کے درمیان جنگ کی وجہ سے کی گئی ہے۔

اسرائیلیوں کو زمین دوز قلعہ سے مار بھگایا

تل ابیب ۱۰ اکتوبر (ای پ ا) نہر سویز کے محاذ پر تعینات اسرائیلی دستوں کی کمان نے بتایا ہے کہ اسرائیلی فوجی نہر سویز کے مشرقی کنارے کے متوازی بنی ہوئی پچاس فٹ اونچی فصیل اور زمین دوز قلعہ بندی کو جس کا نام سابق اسرائیلی چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل حییم بارلیو کے نام پر "بارلیو لائن" رکھا گیا تھا ناقابلِ تسخیر سمجھتے تھے۔ اب اس زمین دوز قلعہ بندی پر مصریوں کا قبضہ ہے۔ تاہم اسرائیل نے فصیل کے کچھ حصے پر اپنے قبضے کا دعوےٰ کیا ہے۔ بارلیو لائن جنگ بندی لائن کی جگہ ۸ اگست ۱۹۷۰ء کے بعد تعمیر کی گئی تھی۔ اسرائیلیوں نے اس جگہ بلڈوزروں کے ذریعے پچاس فٹ اونچی دیوار بنائی جو نہر سویز کے متوازی تھی۔ اس کے بعد زمین دوز قلعہ بندیاں بنائی گئیں۔ عربوں کو صرف اس قلعہ بندی کی چھت نظر آتی تھی قلعہ بندی کے ہر بنکر پر جو کنکریٹ اور فولاد سے تعمیر کیے گئے۔ دس دس ہزار ڈالر صرف کیے گئے تھے اور ہر بنکر کے ساتھ سونے کے کمرے، کھیلنے کے کمرے باورچی خانے اور غسل خانے تعمیر کیے گئے تھے۔ مبصرین نے بارلیو لائن کے محاذ کا دورہ کرنے کے بعد بتایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا یہی خیال ہے کہ یہاں اسرائیلیوں کو چھوا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ مصری فوجوں نے بارلیو لائن پر اسرائیلیوں کے چھکے چھڑا کر عزم حوصلے اور جرأت مندی کی ایسی مثال قائم کر دی ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گی۔

روس فلسطینیوں کی جلاوطن حکومت کو تسلیم کرلیگا

بیروت ۱۰ اکتوبر (ا پ ا۔ ڈپ ا) یہاں سفارتی حلقوں اور سیاسی مبصروں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ روس فلسطینیوں کی جلاوطن حکومت کو تسلیم کرنے والا ہے یہ اندازہ روس کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری لیونڈ برزنیف کے اس پیغام سے لگایا گیا ہے۔ جو انہوں نے تحریک فلسطین کے قائد یاسر عرفات اور عرب سربراہوں کو بھیجا ہے۔ جناب یاسر عرفات کو یہ پیغام بیروت میں مقیم روسی سفیر نے پہنچایا تھا مبصرین کے مطابق اس سے دو نتیجے اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ اول یہ کہ روس فلسطینیوں کی تحریک مزاحمت کو جلاوطن حکومت کے طور پر تسلیم کرنے والا ہے۔ دوسرے یہ کہ روس نے اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی گوریلا فوج کے استعمال کو تسلیم کر لیا ہے۔

استنبول سے موصول ہونے والی ایک اطلاع کے مطابق روس کے تین جنگی جہاز بحر اسود سے بحیرہ روم کے لیے روانہ ہو چکے ہیں وہ آج آبنائے باسفورس سے گزر گئے ہیں۔ ان میں سے دو جہاز میزائل بردار ہیں مبصرین کے مطابق یہ جہاز بحیرہ روم میں موجود روسی بحری بیڑے کی قوت میں اضافے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ روس نے یہ جنگی جہاز عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کے پانچویں روز بھیجے ہیں جبکہ ۱۹۶۷ء کی جنگ شروع ہونے کے اگلے ہی روز اس سمندر میں جنگی بیڑہ بھیج دیا تھا۔

عدی امین بھی محاذ پر جانے کے لیے تیار ہیں

کمپالا ۱۳ اکتوبر (اف پ) آج یہ انکشاف کیا گیا کہ یوگنڈا کے جن باشندوں نے عربوں کے دوش بدوش اسرائیل کے خلاف جہاد کرنے کے لیے رضاکارانہ خدمات پیش کی ہیں ان کی فہرست میں صدر یوگنڈا عدی امین کا نام بھی ہے۔ ان کے علاوہ یوگنڈا کے وزیر دفاع میجر جنرل فرانسز نیانگو بیبو قائم مقام چیف آف سٹاف بریگیڈیئر علی فاضل اور ملٹری پولیس کمانڈر کرنل علیرا نے بھی بطور رضاکار اپنے نام پیش کر دیے ہیں۔ کل صدر عدی امین نے سینکڑوں رضاکاروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ انہیں محاذ پر پہنچانے کا جلد سے جلد انتظام کیا جا رہا ہے۔

امریکہ اسرائیل کی مدد سے باز نہ آیا تو تیل کی سپلائی بند کر دی جائے گی۔ شاہ فیصل

بیروت ۱۳ اکتوبر (اف پ) سعودی عرب نے امریکہ کو انتباہ کیا ہے کہ نہ صرف اسے تیل کی سپلائی ہی بند کر دی جائے گی بلکہ امریکہ کے ساتھ سفارتی تعلقات بھی منقطع کر لیے جائیں گے۔ شاہ فیصل نے یہ انتباہ کل صدر نکسن کے نام ایک اہم پیغام میں کیا۔

قبرص کے اڈے عربوں کے خلاف استعمال نہیں کیے جا سکتے : وزیر خارجہ

نکوسیا ۱۳ اکتوبر (اف پ) حکومت قبرص نے انتباہ کیا ہے کہ جزیرہ قبرص کے فوجی اڈوں کو عربوں کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی گئی تو حکومت قبرص اس کی ہر طرح سے مخالفت کرے گی۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ ان کی حکومت جنگ کا بغائر مطالعہ کر رہی ہے اور وہ عربوں کے غیر فوجی ٹھکانوں پر اسرائیلی حملوں کی شدید مذمت کرتی ہے مزید برآں حکومت قبرص عربوں کو ان کی حق بجانب جدوجہد میں ان کی ہر طرح کی حمایت کا یقین دلاتی ہے۔ آج اس اعلان کے بعد نکوسیا میں عربوں کی دو تنظیموں نے مظاہرہ بھی کیے۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

یہودیوں نے سرزمین فلسطین کو کیوں منتخب کیا؟

عالمِ اسلام کے سینہ میں اسرائیل کا خنجر

محمد شفیق عالم جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ

یہود نے اپنی قومی تنظیم اور ملکی استحکام کے لئے ملک فلسطین ہی کو کیوں اختیار کیا اور انہوں نے کسی دوسری جگہ کو یہودی ریاست کے قیام کے لئے کیوں منتخب نہ کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ توریت کا مطالعہ کرنے والوں کی نظر سے یہ پوشیدہ نہیں کہ کنعان یعنی فلسطین کو توریت میں جگہ جگہ میراث کا ملک کہا گیا ہے اور اسی وجہ سے یہود کا دعویٰ ہے کہ نیل سے فرات تک کا علاقہ جس میں فلسطین اردن، لبنان، شام، عراق، کویت ترکی کا کچھ علاقہ سعودی عرب کا مدینہ منورہ تک کا علاقہ شامل ہے۔ یہ سب ان کا میراث کا ملک ہے۔ چنانچہ توراۃ کی پہلی کتاب پیدائش میں ہے۔

"اور خداوند نے ابرام (ابراہیم) سے کہا کہ تو اپنے ملک اور اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے اس ملک میں جو تجھے دکھاؤں گا نکل چل ..... سو ابرام خدا کے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی ..... تو وہ ملک کنعان میں آئے ...... اس وقت ملک میں کنعانی تھے تب خداوند نے ابرام کو دکھائی دے کر کہا یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا۔"

(پ ب ۱۵ - ۷)

آگے چل کر میراث کے ملک کی حدود یوں بیان کی ہے۔

"اس دن خداوند نے ابرام سے عہد کرتے ہوئے کہا کہ میں تیری اولاد کو یہ ملک دوں گا۔ مصر کی ندی سے بڑی ندی تک جو فرات کی ندی ہے۔"

(پ ب ۱۵ - ۱۸)

اولادِ ابراہیمؑ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے میراث کا ملک ابراہیم اور ان کی اولاد ہی کو دینے کا وعدہ کیوں کیا۔ آخر ان کے اندر کیا خصوصیات تھیں جن کی بناء پر خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے یہ کہا کہ میں یہ زمین تیری اولاد کو دوں گا۔ توراۃ کی متعدد عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے یہ میراث کا ملک ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کو دینے کا وعدہ صرف اس لئے کیا کہ حضرت ابراہیمؑ متقی اور اپنے رب کے مطیع و فرمانبردار تھے اور ان کی اولاد کو بھی یہ سرزمین اسی شرط پر دینے کا وعدہ کیا کہ وہ مطیع اور فرمانبردار رہیں گے۔ چنانچہ توراۃ میں ہے۔

"جب ابرام ننانوے برس کا ہوا، تب خداوند ابرام کو نظر آیا اور اس سے کہا کہ میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور میں چل اور کامل ہو، اطاعت و بندگی میں کامل ہوں اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا۔"

(باب ۱۷، ۱- ۷ - ۸)

ان آیتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس نے ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کو ملک کنعان دینے کا وعدہ اس لئے کیا تھا تاکہ وہ خدا کے حضور میں چلیں اور کامل ہوں۔ آگے چل کر خدا حضرت اسحٰقؑ ..... سے خطاب کرکے فرماتا ہے۔

"اور یہ سب ملک تیری نسل کو دونگا اور زمین کی سب قومیں تیری نسل سے برکت (ہدایت) پائیں گی۔ اس لئے کہ ابراہام نے میری آواز کو سُنا اور میری تاکید، احکام، قوانین اور شریعت کی نگہداشت کی۔"

(باب ۲۶ - ۴ - ۵)

اس کے بعد وہ زمانہ آتا ہے جب حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے پاس مصر میں جاکر بس جاتے ہیں اور بعد میں بنی اسرائیل فرعون کے مظالم کا شکار ہوتے ہیں۔ پھر اللہ حضرت موسیٰ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان سے کہتا ہے۔

"سو تو بنی اسرائیل سے کہہ کہ میں خداوند ہوں اور میں تمہیں مصریوں کی غلامی سے چھڑا لوں گا ..... اور میں تمہیں اپنی قوم کروں گا، اور میں تمہارا خدا ہوُا۔"

(خروج باب ۶ - ۶ - ۷)

خدا تعالیٰ نے اس وقت بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ میں تمہیں اپنی قوم کروں یعنی ایسی قوم بناؤں گا، جو میرے دین کی اقامت کے لئے وقف ہوگی اور بنی اسرائیل نے خدا سے یہ عہد بھی کیا تھا کہ وہ اس کے دین کو زمین پر قائم کریں گے اور اسی کے دین کے پیروکار رہیں گے۔ چنانچہ عہد نامہ عتیق کی تیسری کتاب احبار میں ہے۔

"پھر خدا نے موسیٰ کو خطاب کرکے کہا کہ بنی اسرائیل سے خطاب کر اور انہیں کہہ کہ میں خداوند کریم تمہارا خدا ہوں، تم مصر کی سرزمین کے سے کام جس میں تم رہتے تھے، نہ کیجیو۔ اور تم زمین کنعان کے سے کام جہاں میں تمہیں لئے جاتا ہوں مت کیجیو اور تم ان کی رسموں پر مت چلیو، تم میرے احکام و قوانین کو یاد کرو اور ان پر عمل کرو کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔" (پ ب ۱۸ - ۱ تا ۴)

توراۃ کے ان حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ملک کنعان کا مالک بنانے کا وعدہ اس شرط پر کیا تھا کہ وہ اللہ کے دین کی پیروی کریں گے۔ متقی اور پرہیزگار رہیں گے۔ کنعانیوں اور مصریوں کے سے کام نہ کریں گے۔ یہ ہے میراث اور میراث کے ملک کی حقیقت جس کا تذکرہ ہمیں توریت میں ملتا ہے اور جسے دلیل بنا کر آج یہود فلسطین اور سرزمین عرب کو اپنے قبضہ میں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہود کی تباہی

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد وہ زمانہ آتا ہے۔ جب یہود بابلیون اور بخت نصریوں کے ہاتھوں بُری طرح تباہ ہوتے ہیں اور بخت نصر انہیں بابل میں قید کرتا ہے جسے بابل کی اسیری کا زمانہ کہتے ہیں۔ بابل میں اسیری کے زمانہ میں یہود کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے اور وہ پراگندہ ہو جاتے ہیں لیکن اللہ انہیں پھر ایک بار سنبھلنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اور خسرو انہیں بابل کی اسیری سے رہا کرتا ہے۔ اور یروشلم اور فلسطین میں بسنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس بار بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اور آخرکار دوبارہ فلسطین سے نکال باہر کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں دوبارہ فلسطین میں پاؤں جمانے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ اور ڈیڑھ ہزار سال اِدھر اُدھر منتشر رہنے کے بعد اب بیسویں صدی میں امریکہ، برطانیہ اور

روس کی مدد سے سرزمین مقدس میں اپنا پنجہ جمانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور دنیا کے مسلمانوں کی قوت کو چیلنج کر رہے ہیں۔

یہ تو ہوئی یہود کے میراث اور ان کے ماضی کی داستان۔ اب آیئے موجودہ دور کا جائزہ لیں۔ اس دور میں سب سے پہلے یہود کے اندر قومی وطن کا تصور...... انیسویں صدی کے آخر میں پیدا ہوا۔ سب سے پہلا شخص جس نے قومی وطن کا تصور پیش کیا موسیٰ ہیں MOSES HESS ہے۔ لیکن چونکہ اس نے کسی الگ وطن کے وجود پر زور دینے کے بجائے محض قومیت کا احساس پیدا کرنے کی کوشش کی، اس لئے یہود کی نظر میں اس کو کوئی اہمیت حاصل نہ ہوئی۔ البتہ لیوپنسکر LEAW PINSKER کو صیہونی لٹریچر میں خاص مقام حاصل ہے۔ کیونکہ اس نے قومیت سے آگے بڑھ کر یہودی وطن کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ یہودی بذات خود ایک مستقل قومی وجود کے حامل ہیں۔ انہیں کسی دوسری قوم میں مدغم نہیں کیا جاسکتا اس نے محض نظریہ پیش کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اس سلسلہ میں عملی کوشش بھی جاری رکھی اور پہلی یہودی نیشنل کانفرنس اس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کے چند سال بعد روس میں یہود کی ایک تنظیم قائم ہوئی جس کا مقصد "ایک ہمارے وطن" کا تصور تھا اس تنظیم نے باقاعدہ فلسطین کو اپنا وطن قرار نہیں دیا تھا لیکن "یہودی ریاست" کے مصنف ایک یہودی نے واضح الفاظ میں فلسطین کو یہود کا وطن قرار دیا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے ۱۸۹۷ء میں بیسل میں لادینی سیاسی قومی تحریک کی بنیاد ڈالی تھی جو ۴۸ء میں اسرائیل کے قیام تک پہنچتے پہنچتے مذہبی دیوانگی کی شکل اختیار کر گئی۔ اور عالم اسلام کے دل میں اسرائیل کا بدنما داغ لگ گیا۔ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہود نے صرف اپنی طاقت اور اپنے بل بوتے پر اسرائیل کے قیام کو ممکن کر دکھایا یا اس میں دوسری قوموں کا بھی ہاتھ ہے۔ اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہود نے محض اپنی قوت سے اسرائیل کو وجود نہیں بخشا بلکہ برطانیہ، امریکہ اور پوری عیسائی قوم نے اسرائیل کے قیام میں یہود کی پشت پناہی کی اور روس نے بھی جو بظاہر اس سے الگ معلوم ہوتا ہے۔ اسرائیل کے قیام میں یہود کی مدد کی ہے۔

برطانیہ کا رویّہ

برطانیہ کا رویہ (ROLE) اس سلسلہ میں کیا ہے؟ یہ اعلان بالفور کے نام سے موسوم فیصلہ سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یہی وہ اعلان ہے جس نے صیہونیت کے لئے ایسا سنگ بنیاد فراہم کر دیا جس کے ذریعہ یہود نے مسلمانوں کے علاقہ میں اقتدار حاصل کر لیا۔ یہ اعلان بالفور کیونکر وجود پذیر ہوا۔ یہود اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ ایک قومی وطن کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں۔ جب تک دوسری ابھرتی ہوئی قوموں کو سہارا نہ لیا جائے، اس کے لئے انہوں نے جرمنی کو زیادہ مناسب سمجھا۔ کیونکہ اس وقت یہی سب سے بڑی طاقت سمجھا جاتا ہے اور یہود کو یہ امید تھی کہ اگر جرمنی جنگ عظیم اول میں کامیاب ہو گیا تو وہ ان کی مطلب براری کرے گا۔ لیکن شومئی قسمت سے ان کی یہ کوشش ناکام ہوئی اور ۱۹۱۶ء میں عالمی صیہونی تنظیم نے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کا سہارا لینا شروع کیا۔ اور ایک میمورنڈم تیار کیا جس میں برطانیہ سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ صیہونیت کی پشت پناہی کرے برطانیہ نے اعلان بالفور کے ذریعے فلسطین پر یہود کے...... دعوے کو تسلیم کر لیا اور ایک خفیہ معاہدے کے ذریعے یہ طے کیا گیا کہ عالمی یہودیت اتحادی طاقتوں کی حمایت اور مدد کرے گی۔ چنانچہ فلسطین رائل کمیشن کی ۳۷ء کی رپورٹ میں برطانیہ کے وزیراعظم کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔

> "صیہونی لیڈروں نے ہم سے واضح طور پر یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر اتحادی طاقتیں فلسطین میں یہود کے قومی وطن کے قیام کے لئے سہولتیں اور آسانیاں فراہم کرنے کا عہد کریں گی تو وہ اتحادیوں کی فتح و نصرت کے لئے تمام یہودیوں کے جذبات خیر سگالی اخلاقی تائید اور مادی تعاون حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا"

یہود کے فلسطین پر دعوے کو قبول کر کے برطانیہ نے ان کی حمایت حاصل کر لی۔ برطانیہ نے یہود کی حمایت اس لئے بھی کی کہ ویزمین جو ایک یہودی کیمسٹ اور سرکردہ لیڈر تھا۔ اس نے بارود میں استعمال ہونے والے ایک اہم کیمیاوی جزو کی تیاری اور استعمال کے لئے ایک نہایت ہی مفید طریقہ دریافت کیا تھا۔ اور اس نے برطانیہ کی مدد کی تھی چنانچہ برطانیہ نے ایک یہودی کے احسان کا بدلہ پوری قوم کو اس طرح دیا جس سے وہ ہمیشہ کے لئے برطانیہ کی ممنون ہوگئی۔

وہ اعلان جسے اعلان بالفور کہا جاتا ہے اور جو اسرائیل یہودی ریاست کے قیام کا سبب بنا، اس پر بھی ایک نظر ڈالتے چلئے۔ ۲۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بالفور نے ایک مشہور یہودی لیڈر روتشیلڈ کو خط لکھا:

"ڈیر لارڈ روتشیلڈ:

میں انتہائی مسرت کے ساتھ ہزمیجسٹی کی حکومت کی طرف سے حسب ذیل اعلان آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں جس میں یہودی صیہونی جذبات کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا ہے اور کابینہ میں پیش کر کے اس کی توثیق حاصل کی جا چکی ہے۔

ہزمیجسٹی کی حکومت فلسطین میں یہود کے لئے ان کے قومی وطن کے قیام کے حق میں ہے اور وہ اس مقصد کے حصول کے لئے پوری کوشش کریگی ہاں یہ واضح رہے کہ کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے گا جس سے فلسطین میں آباد یہودی اقوام کے مذہبی اور سول حقوق پہ آنچ آئے یا جس سے کسی بھی ملک میں یہود...... کے حقوق اور ان کی سیاسی حیثیت متاثر ہوئی ہو۔ میں آپ کا بیحد ممنون ہوں گا اگر آپ اس اعلان کو صیہونی فیڈریشن کے علم میں لے آئیں گے"۔

اگرچہ اس اعلان کو صرف برطانیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس اعلان میں تمام اتحادی طاقتیں شامل ہیں اور یہ ان کے علم اور توثیق کے بعد جاری کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس اعلان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مصنف کہتا ہے۔

> "یہی وہ اعلان ہے جس کے نتیجہ میں جنگ عظیم اول کے بعد فلسطین میں آباد صرف ۲۶۰۰۰ ہزار یہودی جو منتشر دیہاتوں میں۔ جن کی تعداد دو درجن سے زیادہ نہ تھی آباد تھے، دیکھتے دیکھتے سات لاکھ کی ایک منضبط اور خوش حال قوم میں تبدیل ہوگئے اور پھر انہوں نے ۱۹۴۸ء میں عربوں کی متحدہ طاقت کو شکست دے دی"۔

فلسطین پر قبضہ

برطانیہ اور یہودی لیڈروں کی یہ ساری کوششیں اس لئے تھیں تاکہ دنیا میں منتشر تمام یہود عوام کو ان کے میراث کے ملک فلسطین میں بسایا جائے لیکن یہود عوام کا اس سلسلہ میں کیا رویہ رہا۔ ایک یہودی مصنف کہتا ہے کہ فلسطین جانے کے سلسلہ میں یہود اس درجہ سرد تھے کہ صیہونی لیڈروں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں فلسطین میں ان کے مجوزہ "قومی وطن" کا بھی وہی حشر نہ ہو جو اس سے قبل جنوبی امریکہ میں ارجنٹائن کے علاقے میں ایک ایسے ہی "قومی وطن" بنانے والے پروگرام کا ہو چکا ہے۔ متفقہ طور پر تمام یہودی مصنفین کا یہ خیال ہے کہ اگر ہٹلر نے جرمنی میں وہ کچھ نہ کیا ہوتا جو اس کی طرف منسوب ہے تو ارجنٹائن کی تاریخ دہرائی جا چکی ہوتی۔ گویا یہودی عوام اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر فلسطین میں جا کر بسنے کے لئے تیار نہیں ہیں، بلکہ صیہونی تحریک انہیں زبردستی ترک وطن کر کے فلسطین میں آباد ہونے پر مجبور کر رہی ہے۔

یہ تو ہوا یہودی "قومی وطن" کے سلسلے میں برطانیہ کا رول۔ امریکہ کا رویہ بھی اس سے کم گھناؤنا نہیں۔ مسئلہ فلسطین سے سب سے پہلے امریکہ کو ۱۹۱۹ء میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اس سال امریکہ کے صدر ولسن نے فلسطین اور یہودیوں کے معاملات کو سمجھنے کے لئے کنگ کرین کمیشن ترتیب دیا تاکہ فلسطین کے حالات و کوائف کا مطالعہ کرے اور اس کی رپورٹ پیش کرے۔ اس کمیشن نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے: کہ یہودی قوم کے لئے "قومی وطن" کے قیام کے یہ معنی نہیں ہیں کہ فلسطین کو ایک یہودی ریاست بنایا جانا مقصود ہے اور یہ کہ اگر اس قسم کی کوئی ریاست قائم کی گئی تو پہلے سے موجود غیر یہودی اقوام کے مذہبی اور انسانی حقوق کی پامالی ہوگی۔ لیکن یہ اور اس قسم کے وعدے طاق پہ دھرے رہ گئے اور امریکی صدر ٹرومین نے اٹلی کے وزیراعظم پر یہ زور ڈالا کہ یہودیوں کے فلسطین میں آباد ہونے کے لئے ایک لاکھ سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے جائیں اور جب امریکی یہودیوں کو اس کا علم ہوا تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ ٹرومین نے یہود نوازی اور عربوں کی حق تلفی میں اتنا گھناؤنا رول ادا کیا کہ خود...... امریکہ کے سنجیدہ لوگ چیخ اُٹھے۔ یہاں تک کہ یہودی مصنف للنتھال تک تڑپ اُٹھا اور ٹرومین کے کردار سے حسب ذیل الفاظ میں پردہ اٹھایا ہے وہ لکھتا ہے:

"اقوام متحدہ میں مسئلہ فلسطین پر رائے شماری سے ایک ہفتہ قبل ڈاکٹر وائزمین نے صدر ٹرومین سے ملاقات کی تاکہ صیہونی محاذ کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے راستے ہموار کئے جاسکیں۔ چنانچہ اس نے اس ملاقات میں صدر ٹرومین سے یہ حتمی وعدہ حاصل کر لیا کہ خلیج عقبہ کو جو بحیرہ ہند کے لئے ایک دروازے کی حیثیت ہے کاٹ کر جدا نہیں کیا جائے گا۔ دراصل بہت پہلے سے وائٹ ہاؤس اور صیہونی میں مسلسل رابطہ قائم رکھنے کا پورا اہتمام کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کام کو سرانجام دینے والے صدر ٹرومین کے ذاتی دوست اور سابق کاروباری پارٹنر ڈیوڈ نائیلس اور ایڈورڈ جیکسن تھے جو پرانے سیاست کار صیہونی تھے اور جن کے لئے اسرائیلی مرکزی شخصیت سراپا سپاس نظر آتا تھا۔ اقوام متحدہ میں عین اس وقت جبکہ امریکی سفیر جنرل ہلڈرنگ جیوشی ایجنسی کے نمائندے (وائزمین) کو خلیج عقبہ کے متعلق ایک ایسی خبر سنانے والا ہی تھا جو وائزمین کے لئے انتہائی ناپسندیدہ ہوتی، اسی لمحہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ صدر امریکہ کی آواز تھی جو امریکی نمائندے کو یہ ہدایت جاری کر رہا تھا کہ خلیج عقبہ کا فیصلہ بالکل اسی طرح کیا جائے جس طرح ڈاکٹر وائزمین کو پسند ہو۔"

آخر کار ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو واشنگٹن کے وقت کے مطابق ٹھیک چھ بجے برطانوی اقتدار فلسطین پر سے ختم ہو گیا۔

چھ بج کر ایک منٹ پر اسرائیل کا وجود عمل میں آیا اور چھ بج کر گیارہ منٹ پر امریکہ نے اسے تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔

بنی اسرائیل یا بنی اسماعیل

تورات کے حوالوں سے پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ فلسطین پر یہود نے اپنا استحقاق اس لئے جتایا ہے کہ وہ ان کے میراث کا ملک ہے اور اللہ نے ان سے نیل سے فرات تک کا علاقہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور وہ اس پر قبضہ کرنے کے اس لئے حقدار ہیں کہ وہ اس کے اصل باشندے ہیں۔ لیکن یہ بات کس حد تک درست ہے، آئیے اس کا بھی جائزہ لیتے چلیں۔

میراث کے ملک کے حقیقی وارث بنی اسرائیل ہیں یا بنی اسماعیل یہ خود توریت سے واضح ہو جاتا ہے۔ توریت کی کتاب پیدائش باب ۱۶-۱۷ میں ہے۔

"اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی...... اور ہاجرہ ابرام کے لئے بیٹا جنی۔ اور ابرام نے اپنے اس بیٹے کا نام جو ہاجرہ جنی اسماعیل رکھا اور جب ابرام کے لئے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا تب ابرام ۸۶ برس کا تھا، جب ابرام ۹۹ برس کا ہوا۔ اور خدا اس سے ہم کلام ہو کر بولا دیکھ میں جو ہوں۔ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ٹھہرایا...... اور میں اپنے اور تیری نسل کے درمیان ان کے پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو، کرتا ہوں کہ میں تجھے اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا ملک جس پر تو پردیسی ہے دیتا ہوں۔"

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل سے اللہ کا جو وعدہ تھا اس میں اسماعیل اور اولاد اسماعیل لازماً شامل ہیں۔ کیونکہ جس وقت یہ عہد ہو رہا تھا۔ اس وقت ان کے سوا حضرت ابراہیم کی اور کوئی اولاد نہ تھی۔ جیسا کہ خود ان آیتوں سے اوپر ہی بیان ہوا ہے۔ اور سری (سارہ) ابرام کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی۔

یہ اس طرح کی بہت سی عبارتیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میراث کے ملک میں بنی اسرائیل کے ساتھ بنی اسماعیل بھی شریک ہیں اور میراث کا ملک تنہا بنی اسرائیل کا حصہ نہیں، بلکہ اس میں بنی اسماعیل کا بھی حصہ ہے بلکہ بعض آیتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میراث کا ملک بنی اسماعیل ہی کے لئے ہے۔ کیونکہ یہ آیتیں بنی اسرائیل پر کسی طرح منطبق نہیں ہوتیں۔ پیدائش باب ۱۵-۱۸ میں ہے۔

"اس دن خداوند نے ابرام سے عہد کر کے کہا کہ میں تیری اولاد کو یہ ملک دوں گا مصر کی ندی سے بڑی ندی تک جو فرات کی ندی ہے۔"

اس آیت کو سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اگر منطبق ہو سکتی ہے تو صرف بنی اسماعیل پر، کیونکہ بنی اسرائیل کبھی بھی نیل سے فرات تک کے علاقے پر قابض نہ ہو سکے اور نہ ہی آئندہ قابض ہونے کی امید ہے۔ البتہ بنی اسماعیل یا مسلمان تیرہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ سے ان حدود پر قابض ہیں۔

یہود کا وطن

یہود کو فلسطین میں بسانے کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ وہ ان کا حقیقی وطن ہے لیکن اس بات کی صحت کا اندازہ آپ خود ہی کر سکتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہود پہلی صدی عیسوی میں فلسطین سے بے دخل کر دیئے گئے اور وہاں عیسائیوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ پھر روحتہ الکبریٰ کے زوال کے بعد وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اگر یہ درست ہے کہ قوم اب سے ڈیڑھ ہزار سال قبل جہاں آباد تھی۔ اب بھی وہی اس کا حقیقی وطن ہے تو پھر نہ آریہ خود کو ہندوستانی کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی امریکہ کے سفید فام لوگ خود کو امریکن کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کے قدیم ترین باشندے کول، بھیل، سنتھال اور دراوڑ ہیں۔ اور امریکہ کے اصل باشندے ریڈ انڈین (RED INDIAN) ہیں نہ کہ سفید فام۔ اسی طرح دنیا کے اور بہت سے ممالک جہاں عیسائی حکومتیں قائم ہیں، وہاں پہلے بت پرست قومیں رہا کرتی تھیں، یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ موجودہ یہود انہیں یہود کی اولاد ہیں جو کبھی فلسطین میں آباد تھے اور ان میں سے بیشتر یونانیوں کے حملے سے تباہ ہو گئے تھے۔ اور جو بچے بھی وہ ادھر ادھر منتشر ہو کر پیوند خاک ہو گئے۔ مشرقی یورپ روس اور جرمنی کے یہود جو امریکہ چلے گئے تھے۔ اور جن کی نسل اب بھی وہاں موجود ہے۔ قانونی اور عقلی بنیادوں پر فلسطین سے قطعاً کوئی تعلق نہیں جوڑ سکتے اور موجودہ سارا شور و شغب سوائے دھوکہ و فریب اور فراڈ کے کچھ نہیں۔ موجودہ یہودی قوم دراصل روس کے KAZARS کی اولاد ہے جس

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے محرک شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

انہوں نے برصغیر کو دارالحرب قرار دیکر جہاد کا فتویٰ دیا

نواب علی وردی خان حاکم بنگالہ انگریزوں سے کہا کرتا تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب تم لوگ تاجر ہو تو آخر تمہیں قلعوں کی تعمیر کی ایسی کیا ضرورت آن پڑی ہے۔ یہاں بنگال میں تم میری حفاظت میں رہتے ہو پھر آخر تمہیں کس بات کا اندیشہ ہے؟

دراصل علی وردی انگریزوں کے عزائم سے واقف ہو چکا تھا۔ وہ ان کے پوشیدہ مقاصد سے بے خبر نہیں تھا کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے جانشین سراج الدولہ کو انگریزوں سے ہوشیار رہنے کی وصیت کی تھی۔ اس کے انتقال کے بعد سراج الدولہ نے انگریزوں کو مشتبہ سمجھا اور ان کی دست درازیوں کو روکنا چاہا انگریزوں نے بھی اسے اپنے مقاصد کی راہ میں سنگِ گراں سمجھا جس کا نتیجہ پلاسی کی ہولناک جنگ کی صورت میں نکلا۔ جس میں سراج الدولہ چند وطن فروشوں کی غداری سے مارا گیا۔ اور اس کے لشکر میں ابتری پھیل گئی ۱۷۵۷ء کی پلاسی کی شکست ملکی اقتدار کی موت تھی اس کے بعد انگریزوں کے قدم اس ملک میں پوری طرح جم گئے۔

ادھر مرکز میں شاہ عالم جیسے کمزور فرماں روا نے انگریزوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی فرنگی ٹھیکہ داروں کو سونپ دی تینوں صوبوں کی مال گذاری چوبیس لاکھ مقرر ہوئی اور چالیس ہزار ناظم بنگالہ کے اخراجات مقرر ہوئے۔ یہ معاملہ بہت جلد طے کیا گیا۔ اس کے متعلق طباطبائی لکھتے ہیں:-

"کسی بوجھ ڈھونے والے گدھے اور کسی چوپائے کی خریداری بھی اتنی جلدی بغیر کسی ردّ و کد کے طے نہیں ہوتی لیکن یہاں اتنا بڑا معاملہ طے پا کر ختم ہو گیا" اسی طرح ہندوستان جنت نشان کی غلامی کا مستقل پٹہ فرنگی تاجروں کو لکھ دیا گیا۔

۱۸۰۳ء میں معاہدہ لیک کی رو سے بادشاہ کے برائے نام اختیارات بھی سلب کر لئے گئے اور ان کی حیثیت قلعے میں ایک محصور کی سی کر دی گئی۔ دلی والے مذاقاً کہا کرتے تھے "بادشاہ شاہ عالم از دلی تا پالم" گویا بادشاہ کی حکومت دلی سے پالم تک رہ گئی تھی۔ کرنل جون سمتھ جو بادشاہ کے نگران تھے ان کی نازک دماغی کا یہ عالم تھا کہ شاہی نقار خانے کی نوبت سے ان کے سر میں درد ہوتا تھا۔ لہذا شاہی ڈنکا بند کر دیا گیا۔

بغاوت کا پہلا منشور

۱۸۰۶ء میں اکبر شاہ ثانی کی تخت نشینی کے وقت حالات اس قدر ناگفتہ ہو چکے تھے کہ انفرادی طور پر کسی مسلمان کا اسے سنبھالنا ناممکن تھا۔ ایسے وقت میں جب ہر طرف یاس و ناامیدی کے بادل چھائے ہوئے تھے کوئی وارثِ تخت و تاج یا ذی اقتدار امیر نہیں بلکہ عوام میں سے ہر فرد خطرے کو محسوس کرتا ہے خطرے کی گھنٹی بجاتا ہے اور ایک عوامی تحریک جہاد کی بنا رکھ ڈالتا ہے۔ اگر برصغیر کی تاریخ جہد آزادی منصفانہ طریق پر لکھی جائے تو بلاشبہ آزادی کے علم برداروں میں اس کا نام سرفہرست نظر آئے گا۔

یہ شاہ عبدالعزیزؒ تھے جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فرزند اکبر تھے۔ یہ ضعیف مجاہد تقریباً ساٹھ سال سے اس المیہ کے خونی ابواب کا خاموش مطالعہ کر رہا تھا۔ ملک کی بربادی پر اس کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں۔ لیکن محض اشک افشانی اس کا شیوہ نہ تھا۔ وہ بڑی خاموشی سے اہل سیاست کی نظروں سے پوشیدہ اپنے ہزاروں عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کو ایک بڑے مشن کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اور اس طرح جہاد آزادی کی بنا ڈال رہا تھا۔ یہ مشن اس کو اپنے عظیم و جلیل باپ سے ورثے میں ملا تھا۔ ۱۸۰۶ء میں

> **جنرل بخت خان**
>
> **مغل شہزادوں کی**
>
> **نااہلی کا شکار ہوگیا**

اس جوان ہمت پیر ناتواں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اس نے قوم کو للکارا بلکہ جھنجھوڑا بالآخر اس نے قوم کے سامنے سالہا سال کے غور و خوض کا ماحاصل یعنی وہ معرکہ آرا فتویٰ رکھ دیا جس میں ہندوستان کو صاف لفظوں میں دارالحرب قرار دیا گیا تھا اور انگریزوں کو قطاع الطریق اور سراق کہا گیا تھا۔ یہ فتویٰ جہدِ آزادی کا پہلا منشور ہے۔

اس دلیرانہ اعلان کی پاداش میں اس بوڑھے کو فرنگی استعمار نے جلا وطن کر دیا۔ شدید گرمی اور لو کے تند تھپیڑوں میں قوم و وطن کا یہ سچا مجاہد وطن سے بے وطنی کی طرف پاپیادہ روانہ ہونے پر مجبور ہوا اس صعوبت اور زحمت نے بینائی زائل کر دی ذیل میں وہ ولولہ خیز الفاظ درج ہیں جو اس فتویٰ حریت کی روح ہیں — "دریں شہر حکم امام المسلمین اصلا جاری نیست و حکم رؤسا نصاریٰ بے دغدغہ جاری است و مراد از اجرائے احکام کفر این است کہ در مقدمہ ملک داری و بندوبست رعایا و اخذ خراج و عشور اموال تجارت و سیاست قطاع الطریق و سراق و فصل خصومات سزائے جنایات کفار بطور خود حاکم باشد۔ (فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل)

یہ ہے ہندوستان کے پہلے عوامی راہنما کا بیانگ دہل اعلان بغاوت۔ اس فتوے کی اشاعت کے بعد بدیسی حاکموں نے اس پورے خاندان کو جس ذلیل طریقہ سے تباہ کرنے کے جتن کئے اور جو کچھ ان سچے حریت پسندوں پر گذری اس کی داستان ایک الگ دردناک داستان ہے۔

مرکزی حکومت کی کمزوری، صوبہ داروں کی خود مختاری، امراء کی حرص و آز وہ چیزیں تھیں جو بدیسی قوم کے خلاف کوئی متحدہ محاذ قائم کرنے میں ہمیشہ سدِ راہ ثابت ہوئیں اس لئے خانقاہ والوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ تحریک آزادی کو زیادہ سے زیادہ عوامی رنگ دیا جائے اور عوام کے دلوں میں بدیسی سامراج سے نفرت پیدا کرائی جائے۔ بعض حضرات خانقاہ والوں کی تحریک کے متعلق یہ غلط نظریہ رکھتے ہیں کہ وہ مغلوں کے گرتے ہوئے اقتدار کو سنبھالنے کے لئے وجود میں آئی یہ سراسر غلطی ہے۔ تحریک کے بانی شاہ ولی اللہؒ نے صاف لفظوں میں مغلوں کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں قیصر و کسریٰ کی سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اس لئے یقیناً ضروری ہے کہ اس نظام کو توڑ دیا جائے اور اس کی جگہ عام مسلمانوں کی اس طرح تنظیم کی جائے کہ وہ ایک صحیح اور عادل حکومت قائم کر سکیں۔

حضرت بڑے شاہ صاحب کے اتباع میں ان کے جانشینوں نے ایک عام انقلاب کی بنیادوں کو استوار کیا مگر افسوس ہے کہ اس تحریک سے غیر مسلموں کی اکثریت ہمیشہ الگ رہی اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں نے محکوم طبقوں کے مذہبی اختلافات کو ہوا دی اور انہیں شروع سے ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا۔ یہ حربہ مرکزی اقتدار اعلیٰ کو کمزور کرنے کے لئے بروئے کار لایا گیا تھا۔ پنجاب میں فرنگیوں نے سکھوں کو ابھارا اور انہوں نے کمال عاقبت نااندیشی سے عام مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی۔ مجبوراً خانقاہ والوں کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا۔

شیخ خانقاہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے حقیقی بھتیجے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور خانقاہ کے مرید خاص حضرت سید احمد بریلویؒ نے مجبوراً عام مسلمانوں کی بھاری جمعیت کے ساتھ صوبہ سرحد کی طرف خروج کیا۔ اس کا اصل مقصد وہی تھا جس کا ذکر پہلا اوپر ہو چکا ہے یعنی بدیسی سامراج سے اس سرزمین کو پاک کرنا۔ کیونکہ صوبجات سرحد و پنجاب میں اہل اسلام کی اکثریت تھی۔ اور یہاں کے عاقبت نااندیش سکھ یا غیر ملکیوں کے اکسانے پر قتل و غارت گری کا بازار گرم کئے ہوئے تھے۔ اس لئے خانقاہ والوں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان علاقوں سے سکھوں کی دراز دستیاں ختم کی جائیں اور یہاں کے جنگجو اور بہادر مسلمانوں میں ایک صالح عوامی حکومت قائم کی جائے۔ اور پھر مسلمانوں کے جذبۂ جہاد سے فائدہ اٹھا کر ایک آخری معرکہ انگریزوں سے لیا جائے۔ مگر افسوس یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اور ۶؍مئی ۱۸۳۱ء کو خانقاہ کے یہ دونوں سرفروش اپنوں کی غداریوں کا شکار ہو گئے۔

اس معرکہ میں خاندان کی کثیر التعداد مریدین شہید ہوئے

برصغیر کے مختلف شہروں میں مجاہدین نے کب ہتھیار اٹھائے

سب سے پہلے میرٹھ میں علم جہاد بلند کیا گیا

میرٹھ	۱۰ر مئی	ہاتھرس، اندور، مو		فتح گڑھ، رہتک	۱۸ر جون	چلیا چھگوری	۵ر دسمبر
فیروزپور، مظفر نگر	۱۴ر "	ساگر	یکم جولائی	سانسی	۳ر جولائی	سیالکوٹ	۹ر جولائی
علی گڑھ	۲۰ر "	دہلی	۱۱ر مئی	آگرہ	۴ر "	دانا پور	
مین پور	۲۲ر "	مراد آباد	۱۹ر "	جہلم	۷ر "	سگول	۲۵ر "
نصیر آباد	۲۸ر "	نوشہرہ، بلند شہر	۲۱ر "	سہارنپور (دوسری بار)		کولہاپور	
ہوڈل، بریلی		اٹاوہ۔ ہوتی مردان	۲۳ر "	برہان پور	۱۱ر "	مظفر پور، رانچی	۳۱ر "
شاہجہان پور	۳۱ر مئی	لکھنؤ، متھرا	۳۰ر "	ہزاری باغ	۳۰ر "	نصیر آباد	۱۰ر اگست
مراد آباد	۳ر جون	بردوان	یکم جون	جائے باسایا	۵ر اگست	بھاگلپور	۱۳ر "
بنارس، کانپور	۴ر "	نیمچ، اعظم گڑھ		رولیا	۵ر "	اناوہ	۲۱ر اگست
جونپور، ملتان	۵ر "	سہارنپور، سیتاپور	۳ر "	نیمچ (دوسری بار)		ناگوڈ	۲۷ر اگست
فیض آباد، جالندھر	۷ر "	الہ آباد، جھانسی	۶ر "	دیوگڑھ	۱۲ر "	دیوگڑھ	۹ر اکتوبر
دریا آباد۔ فتح پور، نوگاؤں		لدھیانہ، پھلور	۸ر "	اونپورم	۲۲ر "	متراگون	۱۸ر نومبر
سکروا، سلطان پور	۹ر جون	سلونی		جبل پور	۱۸ر ستمبر	مداری گنج	۴ر دسمبر
للت پور	۱۲ر "	گونڈھ	۱۰ر "	کوٹہ	۱۵ر اکتوبر		
اورنگ آباد	۱۵ر "	باندہ، گوالیار، خیر پور	۱۴ر "	ڈھاکہ	۲۰ر نومبر		

جن میں زیادہ تعداد بنگالیوں اور بہاریوں کی تھی۔ بالاکوٹ کے حادثے کے بعد ہم ایک بار پھر مرکز کی طرف لوٹتے ہیں۔ دارالسلطنت دہلی میں ابتری تھی۔ بہادر شاہ ظفر عاقبت نا اندیش اور خائن درباریوں میں گھرے ہوئے تھے۔ بیچارے خانقاہ والوں کی کون سنتا تھا جو بڑی تن دہی سے مصروف عمل تھے۔ وہ ملک گیر دورے کر رہے تھے۔ اور والیان ریاست کی نبضیں ٹٹول رہے تھے۔ اور بادشاہ کی اعانت کی تلقین کر رہے تھے چنانچہ اس مقصد کے لئے دارالسلطنت کے سابق صدالصدور اور شاہ عبدالعزیز کے ہم جد اور شاگرد خاص حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی نے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

علامہ ۱۸۵۵ء میں لکھنؤ پہنچے اور وہاں کے حالات انتہائی خراب پاکر واپس دہلی کا قصد کیا۔ راستہ میں بھرت پور اور الور بھی رکے اور والیان ریاست کو بادشاہ کی معاونت کی طرف آمادہ کیا۔ اور پھر وارد دہلی ہوئے۔ تقریباً روزانہ شریک دربار ہوتے۔ اور بادشاہ کو مناسب مشورہ دیتے رہے۔ منشی جیون لال کے روزنامچوں سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ نے بہادر شاہ کو مطلع کیا تھا کہ متھرا کی فوج آگرہ چلی گئی ہے۔ اور عنقریب حملہ کرنا چاہتی ہے یہ واقعہ ۶ر ستمبر ۱۸۵۷ء کا ہے۔

ادھر حال ہی دوسرا تھا۔ شہزادے تخت کی تمناؤں میں مست باہمی ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ بادشاہ ضعیف اور کمزور تھا۔ عمر کی ۸۲ منزلیں طے کر چکا تھا اس انتشار نے ان کے رہے سہے حوصلے بھی پست کر دیے بالآخر باغی لشکریوں نے دہلی کا رخ کیا۔ قلعہ میں بہادر شاہ کے پاس پہنچے اور ان سے وفاداری کا حلف اٹھایا۔

بہادر شاہ نے ناتجربہ کار شہزادوں کی آراء پر چل کر اپنے بڑے لڑکے مرزا مغل کو سپہ سالار لشکر بنا دیا جس نے باغی لشکر کی مدافعانہ کارروائیوں کو مضمحل کر دیا کیونکہ ان میں کوئی بھی میدان داری کا تجربہ نہ رکھتا تھا۔

علامہ لکھتے ہیں:۔ ادھر اس ناتجربہ کار سردار (بادشاہ) نے اپنے بعض عاقبت نا اندیش ــــ سفیہ خائن اور بزدل اولاد کو امیر لشکر بنا دیا۔ یہ لوگ دیانت دار عقلمندوں سے متنفر تھے۔ انہیں نہ تو کبھی میدان کارزار سے واسطہ پڑا تھا اور نہ کبھی شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا موقع ملا تھا۔ انہوں نے بازاری لوگوں کو اپنا ہمنشیں و ہم جلیس بنا لیا تھا۔ اسطرح یہ ناآزمودہ کار آرام طلبی اور اسراف بے جا میں مبتلا ہو گئے۔ وہ لوگوں سے ساز و سامان کے بہانے کافی مقدار میں مال جمع کرتے اور اس میں سے ایک حبہ بھی کسی لشکری پر خرچ نہ کرتے۔ جو کچھ وصول ہوتا خود کھا جاتے۔

علامہ نے جنرل بخت خان سے حالات پر مشورہ کیا اور انہی ایام میں جامع مسجد میں علماء کو اکٹھا کر کے جہاد کا فتویٰ جاری کر دیا۔ جس پر علامہ کے علاوہ دیگر علماء کے دستخط بھی تھے۔ اس فتوے نے حریت پسندوں کی کارروائیوں کو تیز تر کر دیا۔ جنرل بخت خان بڑا تجربہ کار سردار تھا مگر اس کی سکیموں میں مرزا مغل آڑے آتے تھے۔

انگریزوں نے پہاڑی دھیرج پر اپنی فوجیں لا بٹھائیں اور شہر پر گولہ باری شروع کر دی بدقسمتی سے ایک شب کو پہاڑ

کی محاذی کمین گاہ پر ایک عیش پرست بزدل اور کسلمند عورت مقرر کر دی گئی۔ وہ اپنے ہتھیار اتار کر آرام کی نیند سو گئی دشمن نے موقع غنیمت سمجھا۔ شب خون مارا اور ہتھیاروں پر قبضہ کر کے اسے قیامت تک کے لئے سلا دیا۔

جب نصاریٰ نے اس کمین گاہ پر قبضہ کیا تو بہت سی توپیں اور منجنیقیں نزدیک ترین شہر پناہ اور قریب ترین برج پر ان کے گرانے اور محاذ کے پھاٹک کھولنے کے لئے لگا دیں۔ دن رات گونجوں اور بندوقوں سے گولیوں کا مینہ برستا رہا جس سے شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں میں شگاف پڑ گئے پھاٹک گر پڑا اور امیدوں کے رشتے ٹوٹ گئے اب نصاریٰ نے یہ چال چلی کہ ایک دوسرا لشکر دوسرے دروازے کی طرف روانہ کیا تاکہ دوسری طرف سے حملہ محسوس کیا جائے یہ دیکھ کر مجاہدین اور لشکریوں کا گروہ ادھر متوجہ ہو گیا۔ یہ موقع پاکر نصاریٰ اسی گرے ہوئے دروازے ٹوٹی ہوئی دیوار اور منہدم برج سے داخل شہر ہو گیا۔ وہاں انہیں کوئی مزاحم مدافع نہیں ملا پس وہ تلاش کر کے ان لوگوں کے گھروں میں پہنچ گئے جو پہلے ہی ان کے معاون و مددگار بن گئے تھے۔ انہوں نے فوراً ان کی حفاظت کا گھروں میں انتظام کیا۔ اور جلد جلد پہلے سے تیار شدہ ضیافت سے نوازا مکانوں کا دروازے بند کر کے دیواروں میں روزن کر دئے تاکہ جو باغی ادھر آنکلے اس پر گولی چلا کر اپنی حفاظت کر سکیں اس کے باوجود انہیں پہاڑی سے مسلسل مدد پہنچ رہی تھی۔ اور ہر عیسائی دوست ہندو ان کی مدد میں پیش پیش تھا۔

آگے چل کر علامہ لکھتے ہیں کہ بادشاہ کے ساتھ اس کے تمام امراء اور متعلقین بھی اپنے اہل و عیال کو لے کر گھروں میں مال و متاع کو چھوڑ کر چلے گئے ان سب کے شہر چھوڑ کر چلے جانے

سے شہریوں پر سراسیگی اور رعب طاری ہو جانا قدرتی امر تھا مرعوب و متاثر لوگ بھی مکان چھوڑ کر بھاگے جب شہر کے مکان مکینوں سے خالی ہو گئے تو نصاریٰ اور ان کا لشکر ان میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے ان کا مال و متاع لوٹا ضعیفوں بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بہادران شہر میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس کا کسی اعتبار سے مقابلہ کر سکتا۔ اب بنیوں اور دوسرے ہندوؤں نے جو نصاریٰ کے دوست تھے اور بادشاہ کے ان کارپردازان نے جو مجاہد گروہ کے دشمن تھے۔ ایسی تدبیر سوچی جس سے شہریوں اور لشکریوں کو ختم کر سکیں۔ انہوں نے وہ سب غلہ جو بنیوں کے پاس تھا چھپا دیا اور دیہات اور قصبات سے جو اناج ان کے پاس آتا رہتا تھا۔ روک دیا۔ یہ تدبیر کارگر ہوئی لشکری اور شہری بھوک اور پیاس سوزش اور بے چینی سے دن گذارنے لگے۔ بالآخر مجبور اور پریشان ہو کر بھاگ نکلے

انگریزوں کے مظالم

بادشاہ معہ متعلقین کے مقبرہ ہمایوں میں مقیم تھے کہ انہیں وہیں گرفتار کر لیا۔ علامہ اس دلدوز واقعہ کا ذکر اسطرح کرتے ہیں۔ حسرت کشیدہ دل تپیدہ بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ پابہ زنجیر شہر کی طرف لے جایا گیا۔ راستے میں بیٹوں اور پوتوں کو کسی سردار نے گولی کا نشانہ بنا دیا۔ دھڑ وہیں پھینک کر سروں کو خوان میں لگا کر بادشاہ کے سامنے تحفہ پیش کیا گیا پھر ان سروں کو بھی کچل کر پھینک دیا۔

بادشاہ کی قوم میں سے جو بھی ملتا تو اس کی گردن کو تن سے جدا کر دیا جاتا جبکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی یہی عمل دہرایا گیا۔ ان کمزوروں میں سے وہی بچا جو رات کی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ: خطبہ جمعہ

لیا ہے۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ اکبر! کتنا سچا وعدہ ہے۔ لفظی و ظاہری حفاظت کا یہ عالم ہے کہ آج تک کہیں ایک نقطے اور اعراب میں تبدیلی نہیں ہوئی اور معنوی حفاظت کی یہ کیفیت ہے کہ ترقی کی منزلیں طے کرنے والی اقوام کے لیے اس کی روشن تعلیمات پر عمل کرنا ناگزیر ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ قرآن کی بتلائی ہوئی صداقت سچائی پر دنیا قرآن پڑھ کر ہی عمل کرے۔ اس زمانہ میں لوگ کسی انداز اور کسی زبان میں تعلیم حاصل کریں قرآن کی روشنی انہیں ضرور ملے گی اور انہیں یہ تصور بھی نہ ہوگا کہ یہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات ہیں کیونکہ انسانی ذہن کو شباب ارتقاء بخشنے والی قرآنی برکت اطراف عالم میں علماء و سلف صالحین کے ذریعہ مدت ہوئی پھیل چکی ہے۔

ہمیں قرآن کی ہر پکار پر لبیک کہنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ قرآن اسلامی مملکت کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے پکارے تو حاضر ہوں، مظلوم و بے سہارا اور مفلوک الحال لوگوں کی امداد و اعانت کے لیے پکارے تو حاضر ہوں، میدان جہاد میں پکارے تو حاضر ہوں، ملک کے اندر ظالم و سفاک لوگوں کا ناطقہ بند کرنے کے لیے پکارے تو حاضر ہوں اور ظالم و بے انصاف حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہنے کے لیے پکارے تو حاضر ہوں۔ مسلمان اللہ تعالےٰ کو آمر مطلق مانتا ہے اس لیے وہ دنیا کے کسی انسان کی آمریت اور ڈکٹیٹر شپ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ مسلمان سلطنت میں خدا کے بجائے اپنا حکم چلانے والوں سے ٹکرا جانا باعث سعادت سمجھتا ہے۔

دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی کتاب کا علم حاصل کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس راہ میں جو مشکلات اور رکاوٹیں پیدا ہوں انہیں اپنے فضل و کرم سے دور فرمائے۔ آمین ثم آمین!

بقیہ: لیلۃ القدر

سورۃ الانفال مدنی ہے۔ ۲ھ میں جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی لیکن اس کی آیت نمبر ۳۰ واذ یمکر بک الذین کفروا ... مکی ہے۔

قرآن مجید ۱۱۴ سورتوں پر مشتمل ہے جن میں ۸۷ سورتیں مکی ہیں اور ۲۷ مدنی۔ سورۃ فاتحہ کے مکی یا مدنی ہونے میں بعض ائمہ نے اختلاف کیا ہے

بقیہ: شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

تاریکی میں چھپ کر یا دن میں نظریں بچا کر نکل گیا۔ اور ایسے خوش نصیب بہت کم تھے۔ پھر نصاریٰ نے شہر کے گرد و نواح کے رئیسوں اور سرداروں کو قتل کرنا۔ ان کی جائیداد، عمارتیں، مال مویشی وغیرہ کو لوٹنا شروع کر دیا۔ اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کے اہل و عیال کو بھی قتل کر ڈالا۔ حالانکہ یہ سب رعایا بن چکے تھے۔ انہوں نے تمام راستوں پر چوکیاں بٹھا دیں تاکہ کوئی بھاگنے نہ پائے ہزاروں بھاگنے والوں میں تھوڑے ہی بچ پائے باقی سب پکڑے گئے۔ ان لوگوں کے پاس جو کچھ ہوتا تاکہ تن سے کپڑے تک اتار کر افسروں کے پاس پہنچا دیتے وہ ان کے لئے قتل یا پھانسی کی سزا سنا دیتے جوان، بوڑھے شریف ذلیل سب کے ساتھ یہی سلوک ہوتا تھا۔

بقیہ: یہودیوں نے ...

نے چھٹی صدی عیسوی میں یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جو روس سے جرمنی اور امریکہ پہنچے۔

لیکن جب یہود ارض مقدس پر قابض ہو گئے ہیں اور آئے دن عالم اسلام کو چیلنج دے رہے ہیں کیا اس وقت محض زبانی دعووں سے اس کی بازیابی ممکن ہے اور محض پروپیگنڈے کے ذریعے ہم اسے یہود کے ناپاک قدموں سے پاک کر سکتے ہیں نہیں بلکہ اس کے لئے ہمیں عملی جدوجہد کرنی ہوگی تب ہی ارض مقدس کی بازیابی ممکن ہے اور سب سے پہلے ہمیں کتاب اللہ کو اپنا نصب العین بنانا ہوگا۔ ہمارا کلمہ "قومو اللعروبۃ" نہ ہو، بلکہ قوموا لاعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

اے عالم اسلام کے مسلمانو!

آج ارض مقدس کے ضعیف و ناتواں مسلمانوں کی نگاہیں تم پر اٹھی ہوئی ہیں، وہ بار بار نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ تم ان کی حمایت و نصرت کے لئے آ رہے ہو۔ تمہاری ماؤں، بہنوں کی آبروریزی کی جا رہی ہے اور وہ ابھی تمہیں پر امید نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں۔ کیا تم میں کوئی صلاح الدین نہیں؟ کوئی عمر فاروق نہیں جو دوبارہ فلسطین اور بیت المقدس کو کلمہ توحید کا مرکز بنائے اسے یہود کے ناپاک قدموں سے پاک کرے۔

وما توفیقی الا باللہ

حضور اکرمؐ کے کردار کی روشنی میں بچوں کی تربیت

رحیم ظہور الحق

یہ تو ہم سب پر اظہر من الشمس ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کن صفات کے حامل تھے۔ تیرہ سو سال سے ہر سال ایسی محفلیں ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں آپ کے صفاتِ حسنہ، واقعات زندگی و بعثت اور تعلیم و تعلّم پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی جاتی ہے اور ڈالی جاتی رہے گی۔ ہر فرد مختلف پیرائے میں اس کا اظہار کرتا ہے۔ اتنے عرصے میں جتنی محفلیں انعقاد پذیر ہوتی رہی ہیں ان میں شرکت کرنے والے حضرات و خواتین بھی لاتعداد ہوں گی۔ لیکن بہت کم ایسے ہوں گے جنہوں نے آپ کے اخلاقِ حسنہ میں سے حتی الامکان چند ایک خصوصیات کو اپنانے کی کوشش کی ہو۔ گو ہم میں سے ہر ایک ایسا کر سکتا ہے۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم۔ جب ہم ایک اعلیٰ اور برتر شخصیت کے کردار کا مطالعہ کرتے ہیں تو بیک نظر ہماری کم فہمی اپنے ماحول اور منشاء کے مطابق ان میں سے صرف چند ایک خصوصیات کو اخذ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ کیونکہ تخیل کی وسعت کا اس دربار میں گذر نہیں۔ ع

فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "میں بزرگ ترین اخلاق اور نیکو ترین اعمال کی تکمیل کے لیے ہی رسول بنایا گیا ہوں"

موجودہ زمانہ میں تمام عالم کے جملہ ممالک اور اقوام نے علماً اور صفتاً تسلیم کر لیا ہے کہ علم کے برابر کسی صفتِ انسانی کا درجہ نہیں۔ اسلام ہی نے علم کو اپنی سرپرستی میں لیا اور اسلام علمار کا دامن تسکین و ملجا بنا۔ اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا دین ہے۔ اور جملہ اقوام کے لیے اس کی پیروی عام ہے۔ گو بیشتر اقوامِ عالم نے اسلام کو قبول نہیں کیا۔ لیکن فیوضِ اسلامی سے استفادہ ضرور کیا۔ اور دنیا کی ان قوموں نے جو اسلام سے دور رہنے کی دعویدار ہیں اسلامی قوانین سے متواتر فیوض حاصل کیے ہیں۔

اگر آج یورپ و امریکہ یا دوسرے مہذب و متمدّن ممالک کی تہذیب و شائستگی پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی تہذیب و شائستگی اور تمدّن کی بیشتر شقیں ہماری اپنی ہیں۔ جسے ان لوگوں نے اس قدر اپنا لیا ہے کہ ہم انہیں اپنا کہتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔

ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، روشن خیالی، وسیع النظری، تہذیب و شائستگی، صفاتِ حسنہ اور اخلاق ستودہ پر نظر ڈالیں تو نہ صرف اپنے خیالات کی تاریکی اور ذہنیت کو آپ کی رفتار، گفتار اور کردار کی روشنی میں بدل سکتے ہیں۔ بلکہ اپنی قوم کے نونہالوں کی تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کر سکتے ہیں۔ جو حقیقی معنوں میں قوم کے معمار کہلانے کے مستحق ہیں۔

آج دنیا کے گوشے گوشے میں بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت پر بھی بڑا زور دیا جا رہا ہے تاکہ تعلیم یافتہ افراد کی زیرِ نگرانی بچوں کی خاطر خواہ تربیت ہو اور ان کے رجحانات کے مطابق بچوں کو مختلف علوم و فنون میں ترقی و حصولِ کمال کا موقع ملے۔

درحقیقت علم کے ساتھ تربیت سونے پر سہاگہ ہے۔ اگر علم تربیت کے بغیر ہو تو اس پھول کی مانند ہے جس میں خوشبو نہیں۔ علم اور تربیت کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ تربیت کی وجہ سے انسان معمولی سے معمولی کام بھی خوش سلیقگی کے ساتھ اعلیٰ معیار پر پہنچا دیتا ہے۔

عموماً جاہل والدین کو اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی خاطر خواہ تربیت نہیں کر سکتے۔ اس لیے اسلام نے عورتوں کی تعلیم لازمی قرار دی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجؓ مطہرات ہر قسم کے علوم و فنون میں ماہر تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بے شمار احادیث امہات المومنینؓ سے مروی ہیں۔ صحابہ کرامؓ اکثر و بیشتر آپ صاحبات کی خدمت میں تشریف فرما ہو کر اپنی تشفی فرمالیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ بھی حضرت عائشہ رضی کی خدمت میں حاضر ہو کر بعض مسائل کا حل طلب فرماتے تھے۔

والدین اور بالخصوص ماؤں کی ذراسی لاپرواہی اور جہالت کی وجہ سے بچے گلیوں میں آوارہ گردی کرنے، لڑنے، جھگڑنے، فساد کرنے، گلی ڈنڈا کھیلنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ یہی صفات آئندہ چل کر پختہ ہو جاتی ہیں۔ تو نتیجۃً یہی بچے بڑے ہو کر بڑے بڑے گناہوں اور جرائم کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ عدالتوں میں اس قسم کے مجرم بچپن میں والدین کی لاپرواہی کا شکار ہو کر جرائم کے عادی نظر آتے ہیں۔ ان میں بیشتر حضرات اعلیٰ اور مالدار خاندانوں کے چشم و چراغ ہوں گے اور بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں باوجود اس کے کہ وہ مسلمانوں کی ایک عظیم مملکت ہے جرائم کی کمی نہیں۔

زمانہ کی تیز رفتاری کو دیکھتے ہوئے ہم سب کا فرض ہے کہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور کمرِ ہمت باندھ لیں۔ حتی الامکان کوشش کریں کہ اسلام کے اخلاق ستودہ صفاتِ حسنہ اور کردارِ اعلیٰ کی روشنی میں بچوں کو راہِ راست پر چلا کر گمراہی سے بچانے کی سعی کریں تاکہ آئندہ یہ نونہالانِ قوم معاشی، معاشرتی اور مذہبی آئینی قوانین کی علم برداری کر سکیں اور دوسروں کے لیے مشعلِ راہ بنیں۔ خدائے تعالےٰ اپنے نبیوں کی تربیت اور تعلیم کا خود انتظام فرماتا ہے۔ اور خود سہولتیں بہم پہنچاتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی تربیت کا فرعون کے محل میں ہونا اس بات کی دلالت ہے کہ فرعون کی بیوی نہ صرف سلیقہ شعار اور ایمان دار تھی بلکہ تعلیم یافتہ بھی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی تربیت کا عورت کی تعلیم پر کتنا دار و مدار ہے۔ درحقیقت تربیت ہی ایسی شے ہے جس پر اولاد کی کامیابی کا انحصار ہے۔ نالائق اولاد ماں باپ کے لیے دُکھ اور قوم کی بدنامی کا باعث بن جاتی ہے۔

اگر ہم بچوں کی تربیت کے اصول پر غور کریں تو بنیادی خصوصیات ہم کو بیک نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اخلاق، اشرفِ افعال اور صفاتِ عالیہ ہی میں نظر آتی ہیں جو تہذیب و تمدن اور شائستگی کی جان ہیں۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: احادیث الرسولؐ

کے فرمایا ہے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں کبھی بھی لیلۃ القدر مجھ سے چھپا نہیں رہا۔ اور ہر سال میں نے اس رات کے انوار کی زیارت کی۔ فرماتے ہیں میرا تجربہ یہ ہے کہ اگر رمضان شریف کا چاند اتوار کا ہو تو لیلۃ القدر ۲۹ کو ہوگی اور پیر کا ہو تو اکیس کو منگل کا ہو تو ستائیس کو، بدھ کا ہو تو بھی ۲۹ کو اور خمیس کا چاند ہو تو ۲۵ کو، جمعہ کو ہو تو منگل کی طرح ۲۷ کو لیلۃ القدر ہوگی اور ہفتہ کی پہلی تاریخ ہو تو ۲۳ کو اس مبارک رات کے انوار ملاحظہ کیے جا سکیں گے۔ اللّٰھم ارزقنا من برکاتھا ولا تحرمنا من فیوضاتھا۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ٹیلیفون نمبر
۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۶۴۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۶۷-۲-۵۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G W ۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

سویز کے محاذ پر مصریوں کے کارنامے

قاہرہ۔ ۱۲ اکتوبر (بی بی سی، رائٹر، اے ایف پی) مشرق وسطیٰ میں سینا کے محاذ پر تاریخ کی ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ میں مصر کی شاندار فتح کے بعد اس محاذ پر اسرائیل کی دفاعی قوت بے حد کمزور پڑ گئی ہے۔ جنگ بھی سرد ہو چکی ہے۔ تاہم ٹینکوں کی ایک چھوٹی جنگ آج بھی ہوئی۔ جس میں مصر نے اسرائیل کے ۲۴ ٹینک اور ۱۹ بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دیں۔ اسرائیل کے دو سو فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ مصری فوج کی مدد اس کی فضائیہ کر رہی تھی جب کہ اسرائیل کی فوج کو صرف ٹینکوں کی امداد حاصل تھی۔ تاہم اسرائیلی طیاروں نے مصر کے مختلف فوجی اڈوں پر حملے کیے۔ جن کے دوران تیئس اسرائیلی طیاروں کو مار گرایا ہے مصری طیاروں نے اسرائیلی اڈوں کو نشانہ بنایا اور اسرائیل کے دو راڈار سٹیشن تباہ کر دیے گئے۔ خلیج سویز سے ۳۰ میل دور مصر نے اسرائیل کی تین میزائل لانچیں اور کئی توپ بردار کشتیاں بھی تباہ کر دیں۔

مصری فوج کے چیف آف سٹاف جنرل شاذلی نے ایک بیان میں انکشاف کیا ہے کہ اس محاذ پر اسرائیل نے ایک ہزار ٹینک اکٹھے کر دیے تھے جن میں سے ۸۰۰ ٹینک جنگ میں حصہ لے رہے تھے مگر مصر نے چار سو ٹینکوں کو تباہ کر دیا ہے۔ جنرل شاذلی نے کہا کہ تاریخ میں یہ ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ تھی۔

جنرل شاذلی نے بتایا ہے کہ مصر کی ایک لاکھ فوج نہر پار کر کے سینا میں اتر چکی ہے۔ اور مصری فوج کو کمک و رسد پہنچانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی۔ جنرل شاذلی نے کہا کہ اسرائیل نے اس محاذ پر پسپا ہو کر اپنی کمتری کا اعتراف کر لیا ہے اور اب مصر کسی بھی وقت بڑا حملہ کر کے اسرائیل کی باقی تمام بکتر بند فوج کو چند دن میں تباہ کر دے گا۔ نیم سرکاری اخبار الاہرام کے مطابق مصری حکام کو سینا میں آئندہ ایک دو روز میں گھمسان کی جنگ متوقع ہے جس میں فتح کا دار و مدار ٹینکوں پر ہو گا۔ اور مصر کے لیے ابھی مشکل وقت آنے ہیں۔ آج کی کارروائیوں میں مصر کے بھی چھ طیارے ضائع ہوئے۔ مصر کے ایک فوجی اعلان کے مطابق آج اسرائیل کے دو صحیح سالم ٹینکوں کو ان کے کمانڈروں سمیت پکڑ لیا گیا۔ اسرائیل نے آج سینا میں ٹینکوں کی جنگ کے بارے میں کوئی خبر نہیں دی اور صرف اتنا اعلان کیا کہ وہاں لڑائی جاری ہے۔ گذشتہ روز مصر نے اسرائیل کی کان چوکیوں پر بھی حملہ کیا تھا اور کئی چوکیاں تباہ کر دی تھیں۔

اسرائیلی فوجی ترجمان نے بتایا ہے کہ عراقی فوجوں سے ٹکرانے والی عراقی فوج وہ ہے جو پہلے ہی شام بھیج دی گئی تھی اور اب غالباً اسے شامی فوج کی جگہ لینے کے لیے اگلے محاذ پر بھیجا گیا ہے اور شامی فوج کو دمشق کے دفاع کے لیے بلا لیا گیا ہے۔ مصری فوج کی کمان نے اعلان کیا ہے کہ اسرائیلی طیاروں نے نیل کے ڈیلٹا میں بعض مصری شہری آبادیوں پر شدید بمباری کی۔ اور بموں کے ساتھ ساتھ ایسے بم بھی پھینکے جو ریڈیو، ٹرانسسٹر اور کھلونوں کی شکل کے تھے بہت سے بچوں نے ان بموں کو کھلونے سمجھ کر اٹھا لیا اور شہید ہو گئے۔

یہودیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی اپیل
مفتی محمود

لاہور۔ ۱۲ اکتوبر۔ مولانا مفتی محمود سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ عربوں کی فوری امداد کے لیے مثبت اقدام کرے اور پاکستان کے ڈاکٹر، پیرا میڈیکل سٹاف نرسیں اور رضا کار بھیجے جائیں۔ جمعیت کے اجلاس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم محض بیانات جاری کر کے ہی اپنی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے۔ بلکہ اس جہاد میں عملی طور پر حصہ لینا چاہیے کیونکہ یہ محض عربوں ہی کا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے جمعیت علماء اسلام مدد کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہے انہوں نے اپنے کارکنوں سے کہا کہ وہ جہاد میں حصہ لینے کے لیے کمر ہمت کس لیں اور اپنے عرب مجاہدین کے لیے چندہ بھی جمع کریں۔ مولانا مفتی محمود نے امریکہ کی طرف سے اسرائیل کی حمایت پر کڑی تنقید کی اور کہا کہ امریکہ کو یہ سودا مہنگا پڑے گا۔ کیونکہ پورا عالم اسلام اس اقدام کے خلاف ہے انہوں نے اسرائیل کے مددگار ملکوں بشمول امریکہ سے اپیل کی ہے کہ وہ حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہوئے عربوں کی مدد کریں اور انہیں ان کے حقوق دلا کر مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن قائم کریں۔ دریں اثنا جمعیت علماء اسلام کے مذکورہ اجلاس میں جس کی صدارت مولانا عبید اللہ انور نے کی۔ ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں اہل پاکستان سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ یہودیوں کی مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں۔ اجلاس میں مولانا مفتی محمود کے ایک سابقہ بیان کی بھی تائید کی گئی۔

معاہدۂ وارسا
جنگ کے لیے تیاری کا حکم

وارسا۔ ۱۲ اکتوبر (اے ایف پی) روسی وزیر دفاع مارشل گریشکو نے معاہدہ وارسا کے ممالک پولینڈ، ہنگری، چیکوسلواکیہ، رومانیہ اور آسٹریا سے کہا ہے کہ وہ جنگ کے لیے ہر لحظہ خود کو تیار رکھیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اس وقت مشرق وسطیٰ کی صورت حال بڑی سنگین ہوتی جا رہی ہے اور روس کے اشتراکی سوشلسٹ ملکوں کو جنگ میں کود پڑنے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ مارشل گریشکو نے کہا کہ مغربی ملکوں اور اسرائیل کی مکاریوں اور جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے اور اپنی آزادی و خود مختاری کے تحفظ کے لیے عربوں کو ایک دفعہ پھر ہتھیار اٹھانے پڑے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر روس اور اس کے اتحادی ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھی تیار ہو جائیں۔ انہوں نے پولینڈ آرمی کی ۳۰ ویں سالگرہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مشرق وسطیٰ میں موجودہ جنگ کی تمام تر ذمہ داری جارحیت پسند طاقتوں پر عاید ہوتی ہے چنانچہ سوشلسٹ ملکوں کو سیاسی اور فوجی اعتبار سے آج بڑا اہم فیصلہ کرنا ہے۔

روسی جہاز کی غرقابی
اب اسرائیل کو سنگین نتائج بھگتنا ہوں گے (روس کا انتباہ)

ماسکو۔ ۱۲ اکتوبر (یو پی آئی) تاس نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق اسرائیلی فضائیہ نے بمباری کر کے آج شام کی بندرگاہ میں روس کے ایک جہاز کو غرق کر دیا ہے۔ روس کی حکومت نے اس حرکت پر اسرائیل کو سنگین نتائج کی دھمکی دی ہے واضح رہے کہ اس بمباری سے روس، جاپان اور یونان کے تین جہاز...



...نشہ تھا جس نے دنیا کی حرص و ہوا کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ پھر اسیران جنگ سے ایسا سلوک کیا جس کا رہتی دنیا تک نمونہ ملنا ناممکن ہے۔ یہی فدایان اسلام کا اخلاق و کردار تھا جو آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ ایک انصار نے حضرت عباس کو بغیر فدیہ چھوڑنے کی سفارش کی لیکن آپ نے مساوات کو برقرار رکھتے ہوئے یہ گوارا نہ کیا کہ اور تو فدیہ دے کر رہا ہوں اور انہیں بغیر فدیہ لیے رہا کر دیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا انہیں بھی فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ حضورؐ نے خود اپنے داماد ابو العاص سے فدیہ طلب کیا۔ جانثاران رسول مقبولؐ کا کردار ملاحظہ فرمائیے۔ جنگ میں پہل نہیں کی۔ کسی پر ظلم نہیں کیا اور فتح و نصرت کا گرانقدر تاج بھی پہنا۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔